

دعوتِ اسلامی

www.dawateislami.net



دعوتِ اسلامی

www.dawateislami.net

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 آمَابَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

خوفِ خدا عزوجل

پیارے اسلامی بھائیو!

اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ مختصری زندگی کے ایام گزارنے کے بعد ہر ایک کو اپنے پروردگار ﷻ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تمام اعمال کا حساب دینا ہے۔ جس کے بعد رحمت الہی ﷻ ہماری طرف متوجہ ہونے کی صورت میں جنت کی اعلیٰ نعمتیں ہمارا مقدر بنیں گی یا پھر گناہوں کی شامت کے سبب جہنم کی ہولناک سزائیں ہمارا نصیب ہوں گی۔ (والعیاذ باللہ)

لہذا! اس دنیاوی زندگی کی رونقوں، مسرتوں، اور رعنائیوں میں کھو کر حسابِ آخرت کے بارے میں غفلت کا شکار ہو جانا یقیناً نادانی ہے۔ یاد رکھئے! ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم رب کائنات ﷻ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں اور گناہوں کے ارتکاب سے پرہیز کریں۔ اس مقصدِ عظیم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے دل میں خوفِ خدا ﷻ کا ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک یہ نعمت حاصل نہ ہو گناہوں سے فرار اور نیکیوں سے پیار تقریباً ناممکن ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول میں کامیابی کی خواہش رکھنے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کے لئے درج ذیل سطور کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل

خوفِ خدا کا مطلب:

یاد رکھئے کہ مطلقاً خوف سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چھری سے ہاتھ کے زخمی ہو جانے کا ڈر.....

جبکہ خوفِ خدا ﷻ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی، اس کی ناراضگی، اس کی گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے۔ (ماخوذ من احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۱)

پیارے اسلامی بھائیو!

رب العالمین جل جلالہ نے خود قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس صفت کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے، جسے درج ذیل آیات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

﴿۱﴾ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(پ ۵، النساء: ۱۳۶)

﴿۲﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۷۰)

﴿۳﴾ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ

ترجمہ کنز الایمان: تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ (پ ۶، المائدہ: ۳)

﴿۴﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ

ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ (پ ۴، النساء: ۱)

﴿۵﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا، مگر مسلمان پ ۴، آل عمران: ۱۰۳

﴿۶﴾ وَخَافُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

ترجمہ کنز الایمان: اور مجھ سے ڈرو، اگر ایمان رکھتے ہو۔ (پ ۴، آل عمران: ۱۷۵)

﴿7﴾

وَإِيَّائِي فَارْهَبُونِ

ترجمہ کنز الایمان: اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔ (پ، البقرہ: ۴۰)

﴿8﴾

يُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ (پ، آل عمران: ۳۸)

﴿9﴾

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ

ترجمہ کنز الایمان: اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے۔ (پ، البقرہ: ۲۸۱)

پیارے اسلامی بھائیو!

پیارے آقا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے نکلنے والے ان مقدس کلمات کو بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں آپ نے اس صفت عظیمہ کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ

(1) رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا، ”اگر تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو تو میرے بعد خوف زیادہ رکھنا۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۹۸﴾

(2) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔“

﴿تنبی الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۶۷، رقم الحديث ۷۴۳﴾

(3) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ”دونہایت اہم چیزوں کو نہ بھولنا، جنت اور دوزخ۔“ یہ کہہ کر آپ ﷺ رونے لگے حتیٰ کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔ پھر فرمایا، ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو جنگلوں میں نکل جاؤ اور اپنے سروں پر خاک ڈالنے لگو۔“

﴿مکاتیف القلوب ص ۳۶﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

قرآن عظیم اور احادیث کریمہ کے ساتھ ساتھ اکابرین اسلام کے اقوال میں بھی خوف خدا ﷻ کے حصول کی نصیحتیں موجود ہیں، جیسا کہ

1 ﴿حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو فرمایا، ”اے میرے بیٹے! تم سفلہ بننے سے بچنا۔“ اس نے عرض کی کہ، ”سفلہ کون ہے؟“ فرمایا، ”وہ جو رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔“

﴿تنبی الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۶۸، رقم الحديث ۷۴۴﴾

2 ﴿حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وقت وفات قریب آیا تو کسی نے عرض کی، ”مجھے کچھ وصیت ارشاد فرمائیں۔“ ارشاد فرمایا، ”میں تمہیں اللہ ﷻ سے ڈرنے، اپنے گھر کو لازم پکڑنے، اپنی زبان کی حفاظت کرنے اور اپنی خطاؤں پر رونے کی وصیت کرتا ہوں۔“

﴿تنبی الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۷۰، رقم الحديث ۸۴۴﴾

3 ﴿حضرت وہب بن منہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ”توریت میں لکھا ہے کہ جو بارگاہ الہی میں سمجھ دار بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کرے۔“ (المنہیات علی الاستعداد لیوم المعاد ص ۱۳۶)

4 ﴿حضرت سیدنا امام ابو القریب ابن جوزی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ”خوف الہی ہی ایسی آگ ہے جو شہوات کو جلا دیتی ہے۔ اس کی فضیلت اتنی ہی زیادہ ہوگی جتنا زیادہ یہ شہوات کو جلائے اور جس قدر یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکے اور اطاعت کی ترغیب دے اور کیوں نہ ہو؟ کہ اس کے ذریعہ پاکیزگی، ورع، تقویٰ اور مجاہدہ نیز اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والے اعمال حاصل ہوتے ہیں۔“

﴿مکاتیف القلوب ص ۱۹۸﴾

5 ﴿حضرت سیدنا سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ”جس دل سے خوف دور ہو جاتا ہے وہ ویران ہو جاتا ہے۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۹۹﴾

6 ﴿حضرت سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، ”نیک بختی کی علامت بد بختی سے ڈرنا ہے کیونکہ خوف اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک لگام ہے، جب یہ لگام ٹوٹ جائے تو بندہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے۔“

﴿۱۹۹﴾

7 ﴿حضرت سیدنا ابوسلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ”خوف خدا ﷻ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کی اصل ہے۔“

﴿تنبی الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۷۱، رقم الحديث ۸۷۵﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال میں خوف خدا ﷻ سے متعلق احکامات ملاحظہ کرنے کے بعد اس کے حصول کا طریقہ سیکھنے سے قبل یہ جان لینا مفید رہے گا کہ حضرت سیدنا امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ کی تحقیق کی روشنی میں خوف کے تین درجات ہیں،

﴿پہلا﴾ ضعیف (یعنی کمزور)، یہ وہ خوف ہے جو انسان کو کسی نیکی کے اپنانے اور گناہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو مثلاً جہنم کی سزاؤں کے حالات سن کر محض جھرجھری لے کر رہ جانا اور پھر سے غفلت و معصیت میں گرفتار ہو جانا.....

﴿دوسرا﴾ مُعْتَدِل (یعنی متوسط)، یہ وہ خوف ہے جو انسان کو کسی نیکی کے اپنانے اور گناہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنے کی قوت رکھتا ہو مثلاً عذابِ آخرت کی وعیدوں کو سن کر ان سے بچنے کے لئے عملی کوشش کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ سے امید و رحمت بھی رکھنا.....

﴿تیسرا﴾ قوی (یعنی مضبوط)، یہ وہ خوف ہے جو انسان کو ناامیدی، بے ہوشی اور بیماری وغیرہ میں مبتلا نہ کر دے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے عذاب وغیرہ کا سن کر اپنی مغفرت سے ناامید ہو جانا.....

یہ بھی یاد رہے کہ ان سب میں بہتر درجہ ”معتدل“ ہے کیونکہ خوف ایک ایسے تازیانے کی مثل ہے جو کسی جانور کو تیز چلانے کے لئے مارا جاتا ہے، لہذا اگر اس تازیانے کی ضرب اتنی ”ضعیف“ ہو کہ جانور کی رفتار میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، اور اگر یہ ضرب اتنی ”قوی“ ہو کہ جانور اس کی تاب نہ لا سکے اور اتنا زخمی ہو جائے کہ اس کے لئے چلنا ہی ممکن نہ رہے تو یہ بھی نفع بخش نہیں، اور اگر یہ ”معتدل“ ہو کہ جانور کی رفتار میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو جائے اور وہ زخمی بھی نہ ہو تو یہ ضرب بے حد مفید ہے۔ ﴿ماخوذ من احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۱﴾

ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ خوفِ خدا ﷻ تو ایک قلبی کیفیت کا نام ہے، ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ ہمارے دل میں رب تعالیٰ کا خوف موجود ہے اور اگر ہے تو بیان کردہ درجات میں سے کس نوعیت کا ہے؟ تو یاد رکھئے کہ عموماً ہر کیفیتِ قلبی کی کچھ علامات ہوتی ہیں جن کی بناء پر پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ وہ کیفیت دل میں پائی جا رہی ہے یا نہیں؟ اسی طرح خوفِ الہی ﷻ کی بھی چند علامات ہیں، جن کے سبب ہمیں اپنی قلبی کیفیت کا اندازہ کرنے میں دقت پیش نہیں آئے گی، چنانچہ حضرت سیدنا فقیرہ ابو الیث سمرقندی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ، اللہ تعالیٰ کے خوف کی علامت آٹھ چیزوں میں ظاہر ہوتی ہے،

(1) انسان کی زبان میں، وہ اس طرح کہ رب تعالیٰ کا خوف اس کی زبان کو جھوٹ، غیبت، فضول گوئی سے روکے گا اور اُسے ذکر اللہ ﷻ، تلاوتِ قرآن اور علمی گفتگو میں مشغول رکھے گا۔

(2) اس کے شکم میں، وہ اس طرح کہ وہ اپنے پیٹ میں حرام کو داخل نہ کرے گا اور حلال چیز بھی بقدر ضرورت کھائے گا۔

(3) اس کی آنکھ میں، وہ اس طرح کہ وہ اسے حرام دیکھنے سے بچائے گا اور دنیا کی طرف رغبت سے نہیں بلکہ حصولِ عبرت کے لئے دیکھے گا۔

(4) اس کے ہاتھ میں، وہ اس طرح کہ وہ کبھی بھی اپنے ہاتھ کو حرام کی جانب نہیں بڑھائے گا بلکہ ہمیشہ اطاعتِ الہی ﷻ میں استعمال کرے گا۔

(5) اس کے قدموں میں، وہ اس طرح کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں اٹھائے گا بلکہ اس کے حکم کی اطاعت کے لئے اٹھائے گا۔

(6) اس کے دل میں، وہ اس طرح کہ وہ اپنے دل سے بغض، کینہ اور مسلمان بھائیوں سے حسد کرنے کو دور کر دے اور اس میں خیر خواہی اور مسلمانوں سے نرمی کا سلوک کرنے کا جذبہ بیدار کرے۔

(7) اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں، اس طرح کہ وہ فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عبادت کرے اور ریاء و نفاق سے خائف رہے۔

(8) اس کی سماعت میں، اس طرح کہ وہ جائز بات کے علاوہ کچھ نہ سنے۔ ﴿رسالة الناصحين، المجلس الثلاثون ص ۱۳۷﴾

اس تفصیل سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ قبر و حشر اور حساب و میزان وغیرہ کے حالات سن کر یا پڑھ کر محض چند آہیں بھر لینا... یا... اپنے سر کو چند مرتبہ ادھر ادھر بھر لینا... یا... کفوِ افسوس مل لینا... یا پھر... چند آنسو بہا لینا ہی کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خوفِ خدا ﷻ کے عملی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گناہوں کا ترک کر دینا اور اطاعتِ الہی ﷻ میں مشغول ہو جانا بھی اخروی نجات کے لئے بے حد ضروری ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو!

ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لیجئے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت دل پر خوفِ خدا کی کیفیت غالب رہے، کیونکہ دل کی کیفیات کسی نہ کسی وجہ سے تبدیل ہوتی رہتی ہیں، اس پر کبھی ایک کیفیت غالب ہوتی ہے تو کبھی دوسری،..... اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے، چنانچہ

حضرت سیدنا حنظلہ رحمہ فرماتے ہیں، ”ہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے، آپ نے ہمیں کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیں، جن کو سن کر ہمارے دل نرم ہو گئے، ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ہم نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ پھر جب میں اپنے گھر واپس پہنچا اور میری بیوی میرے قریب آئی تو ہمارے درمیان دنیاوی گفتگو ہونے لگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں میرے دل پر جو کیفیت طاری ہوئی تھی، تبدیل ہو گئی اور ہم دنیا کے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ پھر جب مجھے وہ بات یاد آئی تو میں نے دل ہی دل میں کہا کہ، ”میں تو منافق ہو گیا ہوں کیونکہ جو خوف اور رقت مجھے پہلے حاصل تھی، وہ تبدیل ہو گئی۔“ چنانچہ میں گھبرا کر باہر نکلا اور پکار کر کہنے لگا، ”حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔“ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رحمہ

میرے سامنے تشریف لے آئے اور فرمایا: ”ہرگز نہیں! حظلہ منافق نہیں ہوا۔“

بالآخر میں یہی بات کہتے کہتے سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔ رحمتِ عالمیان ﷺ نے بھی فرمایا: ”ہرگز نہیں! حظلہ منافق نہیں ہوا۔“ تو میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! جب ہم آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے تو آپ نے ہمیں وعظ فرمایا، جس کو سن کر ہمارے دل دہل گئے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہم نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کی طرف پلٹا اور ہم دنیاوی باتوں میں مشغول ہو گئے جس کے سبب آپ کی بارگاہ میں پیدا ہونے والا سوز و گداز رخصت ہو گیا۔“ (یہ سن کر) سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا: ”اے حظلہ! اگر تم ہمیشہ اُسی حالت پر رہتے تو فرشتے راستے اور تمہارے بستر پر تم سے مصافحہ کرتے، لیکن یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔“

﴿احیاء العلوم: کتاب الغوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۱﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

خوفِ خدا ﷻ کے احکام اور اس کی مختصری وضاحت جان لینے کے بعد ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ اب تک ہم اپنی زندگی کی کتنی سانسیں لے چکے ہیں، اس دنیائے فانی میں اپنی حیات کے کتنے ایام گزار چکے ہیں، بچپن، جوانی، بڑھاپے میں سے اپنی عمر کے کتنے ادوار ہم گزار چکے ہیں؟ اور اس دوران کتنی مرتبہ ہم نے اس نعمتِ عظمیٰ کو اپنے دل میں محسوس کیا؟ کیا کبھی ہمارے بدن پر بھی اللہ ﷻ کے ڈر سے لرزہ طاری ہوا؟ کیا کبھی ہماری آنکھوں سے خشیتِ الہی ﷻ کی وجہ سے آنسو نکلے؟ کیا کبھی کسی گناہ کے لئے اٹھے ہوئے ہمارے قدم اس کے نتیجے میں ملنے والی سزا کا سوچ کر واپس ہوئے؟ کیا کبھی ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری اور اس کی طرف سے کی جانے والی گرفت کے ڈر سے زندگی کی کوئی رات آنکھوں میں کاٹی؟ کیا کبھی رب تعالیٰ کی ناراضگی کا سوچ کر ہمیں گناہوں سے وحشت محسوس ہوئی؟ کیا کبھی اپنے مالک ﷻ کی رضا کو پالنے کی خواہش سے ہمارے دل کی دنیا زریزہ بر ہوئی.....؟

اگر جواب ہاں میں ہو تو سوچئے کہ اگر ہم نے ان کیفیات کو محسوس بھی کیا تو کیا خوفِ خدا ﷻ کے عملی تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کی یا محض ان کیفیات کے دل پر طاری ہونے پر مطمئن ہو گئے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے ہیں اور مختلف گناہوں سے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرنے کا عمل بدستور جاری رکھا اور نیکیوں سے محرومی کا تسلسل بھی نہ ٹوٹ سکا؟ صرف یہی نہیں بلکہ ان کیفیات کے بار بار احساس کے لئے کوئی دعا بھی لیوں پر نہ آئی۔

اور اگر ان سوالات کا جواب نفی میں آئے تو غور کیجئے کہیں ایسا تو نہیں کہ گناہوں کی کثرت کے نتیجے میں ہمارا دل سخت سے سخت تر ہو چکا ہو جس کی وجہ سے ہم ان کیفیات سے اب تک نا آشنا ہوں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو مقامِ تشویش ہے کہ ہماری کسوتِ قلبی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی غفلت کہیں ہمیں جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں نہ گرا دے۔ (ذوالعباد باللہ)

قلب پتھر سے بھی سختی میں بڑھا جاتا ہے

دل پہ اک خول سیامی کا چڑھا جاتا ہے

پیارے اسلامی بھائیو! اس سے پہلے کہ ہماری سانسوں کی آمد و رفت رک جائے اور سوائے احساسِ زیاں کے ہمارے دامن میں کچھ بھی نہ ہو، ہم اپنی آخرت کی بہتری کے لئے اس صفتِ عظیمہ کو اپنانے کی جدوجہد میں لگ جائیں۔ خوفِ خدا ﷻ کی اس عظیم نعمت کے حصول کے لئے عملی کوشش کے سلسلے میں درج ذیل امور مددگار ثابت ہوں گے۔ (۱) مَاءِ (اللہ) حُر دہوں

﴿1﴾ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ اور اس نعمت کے حصول کی دعا کرنا۔

﴿2﴾ قرآنِ عظیم و احادیثِ مبارکہ میں وارد ہونے والے خوفِ خدا ﷻ کے فضائل پیش نظر رکھنا۔

﴿3﴾ اپنی کمزوری و ناتوانی کو سامنے رکھ کر جہنم کے عذابات پر غور و فکر کرنا۔

﴿4﴾ خوفِ خدا ﷻ کے حوالے سے اسلاف کے حالات کا مطالعہ کرنا۔

﴿5﴾ خود احتسابی کی عادت اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے فکرِ مدینہ کرنا (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔

﴿6﴾ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو اس صفتِ عظیمہ سے متصف ہوں۔

دعوتِ اسلامی

www.dawateislami.net

یا رب ﷻ! میں تیرے خوف سے روتا رہوں ہر دم
دیوانہ شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنا دے

﴿2﴾ قرآن عظیم اور احادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے خوفِ خدا ل کے فضائل پیش نظر رکھنا:

فطری طور پر انسان ہر اس چیز کی طرف آسانی سے مائل ہو جاتا ہے جس میں اسے کوئی فائدہ نظر آئے۔ اس تقاضے کے پیش نظر ہمیں چاہئے کہ قرآن پاک میں بیان کردہ خوفِ خدا ﷻ کے فضائل سے متعلق درج ذیل آیات کا بغور مطالعہ کریں۔

(دو جنتوں کی بشارت.....)

سورہ رحمن میں خوفِ خدا ﷻ رکھنے والوں کے لئے دو جنتوں کی بشارت سنائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٍ. ترجمہ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ (پ ۲۷، الرحمن ۴۶)

(آخرت میں کامیابی.....)

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو آخرت میں کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے، وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ. ترجمہ کنزالایمان: اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ (پ ۳۵، الزخرف ۳۵)

(جنت کے باغات.....)

اپنے پروردگار ﷻ کا خوف اپنے دل میں بسانے والوں کو جنت کے باغات اور چشمے عطا کئے جائیں گے، جیسا کہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اِنَّ

الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ

ترجمہ کنزالایمان: بے شک ڈروالے باغوں اور چشموں میں ہیں۔ (پ ۱۳، الحجر ۴۵)

(آخرت میں امن.....)

دنیا میں اپنے خالق و مالک ﷻ کا خوف رکھنے والے آخرت میں امن کی جگہ پائیں گے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

دعوتِ اسلامی

www.dawateislami.net

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ۔ ترجمہ کنز الایمان: بے شک ڈروالے ایمان کی جگہ میں ہیں۔ (پ ۲۵، المدخان: ۵۱)

(اللہ تعالیٰ کی تائید و مدد.....)

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو اس کی تائید و مدد حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔ (پ ۱۲، النحل: ۱۲۸)

دوسرے مقام پر ہے،

”أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ“

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ڈروالوں کے ساتھ ہے۔ (پ ۲، البقرة: ۱۹۴)

مزید ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے،

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ

ترجمہ کنز الایمان: اور ڈروالوں کا دوست اللہ ہے۔ (پ ۲۵، الجاثیہ: ۱۹)

(اللہ ﷻ کے پسندیدہ بندے.....)

خوفِ خدا ﷻ رکھنے والے خوش نصیب اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ بننے کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے،

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔ ترجمہ کنز الایمان: بیشک پرہیزگار، اللہ کو خوش آتے ہیں۔ (پ ۱۰، التوبہ: ۷)

(اعمال کی قبولیت.....)

خوفِ الہی اعمال کی قبولیت کا ایک سبب ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

”إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ“

ترجمہ کنز الایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے، جسے ڈر ہے۔ (پ ۶، المائدہ: ۲۷)

(بارگاہِ الہی میں مقرب.....)

اپنے رب ﷻ سے ڈرنے والے سعادت مند اس کی بارگاہ میں مقرب قرار پاتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔ ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ، جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(پ ۳۶، الحجرات: ۱۳)

(آخری کامیابی کا سامان.....)

اللہ تعالیٰ کا خوف دنیا و آخرت میں کامیابی کا سامان ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے،

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو ایمان لائے اور وہ پرہیزگاری کرتے ہیں، انہیں خوشخبری ہے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

(پ ۱۱، یونس: ۶۳، ۶۴)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا،

”وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ“

ترجمہ کنز الایمان: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

(پ ۱۸، النور: ۵۳)

مزید ایک مقام پر ہے،

”ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا“

ترجمہ کنزالایمان: پھر ہم ڈروالوں کو بچالیں گے۔ (پ ۱۶، مریم: ۷۳)

(جہنم سے چھٹکارا.....)

اپنے پروردگار ﷻ کا خوف جہنم سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

”وَسُيُجَبُّهَا الْأَتَقَى“

ترجمہ کنزالایمان: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا، جو سب سے زیادہ پرہیزگار۔ (پ ۳۹، البیل: ۱۷)

www.dawateislami.net

(ذریعہ نجات.....)

رب تعالیٰ کا خوف ذریعہ نجات ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا،

”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ“

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

(پ ۲۸، الطلاق: ۳۲)

پیارے اسلامی بھائیو!

سلطانِ مدینہ، فیضِ گنجینہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے نکلنے والے خوفِ خدا ﷻ کے فضائل بھی ملاحظہ ہوں.....

﴿اسے امن میں رکھوں گا.....﴾

حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا اور نہ اس کے لئے دو امن جمع کروں گا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے تو میں قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلا کروں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے تو میں بروز قیامت اسے امن میں رکھوں گا۔“

﴿نعم اللہ! باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۸۲ رقم المسبب ۷۷﴾

﴿ہر چیز اس سے ڈرتی ہے.....﴾

سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ ﷺ کا فرمانِ عبرت نشان ہے، ”جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر شے سے خوف زدہ کرتا ہے۔“

﴿نعم اللہ! باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۸۴ رقم المسبب ۹۸﴾

﴿جہنم سے رہائی.....﴾

سرورِ عالم، شفیعِ معظم ﷺ نے فرمایا، ”جس مومن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکلتا ہے اگرچہ مکھی کے پر کے برابر ہو، پھر اس کے چہرے کی گرمی کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔“

﴿نعم اللہ! باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۹۰ رقم المسبب ۸۲﴾

﴿جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں.....﴾

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جب مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزتا ہے تو اس کی خطائیں اس طرح جھڑتی ہیں جیسے درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔“

﴿نعم اللہ! باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۹۱ رقم المسبب ۸۲﴾

﴿اسے آگ سے نکالو....﴾

حضرت سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ رحمت کو نینؓ نے ارشاد فرمایا، ”اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے آگ سے نکالو جس نے مجھے کبھی یاد کیا ہو یا کسی مقام میں میرا خوف کیا ہو۔“ ﴿نعم المریضان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۸ ص ۶۷ رقم الحديث ۷۱۰﴾

﴿جس سے وہ ڈرتا ہے....﴾

سرکارِ مدینہؓ ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لائے جو قریب المرگ تھا۔ آپؓ نے پوچھا، ”تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟“ اس نے عرض کی، ”یا رسول اللہؓ! مجھے معافی کی امید بھی ہے اور میں گناہوں کے وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا بھی ہوں۔“ تو نبی اکرمؓ نے ارشاد فرمایا، ”ایسی حالت میں جب بھی یہ دو باتیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی امید کے مطابق اسے عطا کرتا ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔“ ﴿مکاتفة القلوب ص ۱۹۶﴾

﴿سبز موتیوں کا محل....﴾

حضرت سیدنا کعب الاحبارؓ سے مروی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے سبز موتی کا ایک محل پیدا فرمایا ہے جس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں۔ اس میں وہ شخص داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ محض اللہ کے خوف سے اسے چھوڑ دے۔“ ﴿مکاتفة القلوب ص ۱۹۶﴾

﴿کامل عقل والا....﴾

مدنی آقاؓ نے فرمایا، ”تم میں سے سب سے بڑھ کر کامل عقل والا وہ ہے جو رب تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہے اور جو تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی (یعنی احکام) میں زیادہ غور کرتا ہے۔“ ﴿امیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۶ ص ۱۹۹﴾

﴿عرش الہی کے سامنے میں....﴾

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی مدنی سلطانؓ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ”سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا کہ جس دن اس سایہ کے سوا کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ (۱) عادل حکمران۔ (۲) وہ آدمی جس کو کسی منصب و جمال والی عورت نے تنہائی میں اپنے پاس بلایا اور اس نے جواب میں کہا کہ میں اللہؓ سے ڈرتا ہوں۔ (۳) وہ شخص کہ جس کا دل مسجد میں لگا رہے۔ (۴) وہ نوجوان جس نے بچپن میں قرآن سیکھا اور جوانی میں بھی اس کی تلاوت کرتا ہو۔ (۵) وہ آدمی جو چھپا کر صدقہ کرے حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کتنا خرچ کیا۔ (۶) وہ شخص کہ جس نے تنہائی میں اپنے ربؓ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے۔ (۷) وہ آدمی جو اپنے بھائی سے کہے کہ میں تجھ سے اللہؓ کی خاطر محبت رکھتا ہوں اور دوسرا جواب دے کہ میں بھی رضائے الہی کے لئے تجھ سے محبت کرتا ہوں۔“ ﴿نعم المریضان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۸ ص ۶۸۷ رقم الحديث ۷۹۳﴾

﴿بڑی گھبراہٹ کے دن امن میں....﴾

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہؓ نے اپنی وفات سے پہلے کے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا، ”جس شخص نے کسی لونڈی یا عورت پر گناہ کی قدرت پائی لیکن اسے خدا کے خوف کے سبب چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اسے بڑی گھبراہٹ کے دن میں امن نصیب کرے گا، اس کو دوزخ پر حرام اور جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا۔“ ﴿ذم السہوی ص ۱۹۶﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

الحمد للہؓ! ہمارے اسلافِ کرام نے بھی خوفِ خداؓ کے فضائل بیان فرمائے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں.....

﴿بھلائی کی طرف راہنمائی.....﴾

حضرت سیدنا فضیلؓ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو یہ خوف ہر بھلائی کی طرف اس کی راہنمائی کرتا ہے۔“

﴿امیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۶ ص ۱۹۸﴾

﴿خوف خدا کا فائدہ.....﴾

حضرت سیدنا ابراہیم بن شیبان ؑ نے فرمایا کہ ”جب دل میں خوف خدا ؑ پیدا ہو جائے تو اس کی شہوات کو توڑ دیتا ہے، دنیا سے بے رغبت کر دیتا ہے اور زبان کو ڈکڑ دیتا ہے۔“ ﴿نعم المریسلان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۵۱۳ رقم الحديث ۸۸۶﴾

﴿حکمت کا دروازہ.....﴾

حضرت سیدنا شبلی ؑ نے فرمایا، ”میں جس دن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اسی دن حکمت و عبرت کا ایسا دروازہ دیکھتا ہوں جو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۹۸﴾

﴿جنت میں داخلہ.....﴾

حضرت سیدنا نجی بن معاذ ؑ نے فرمایا، ”یہ کمزور انسان اگر جہنم سے اسی طرح ڈرے جس طرح محتاجی سے ڈرتا ہے تو جنت میں داخل ہو۔“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۹۹﴾

﴿خوف خدا ل شفاء دیتا ہے.....﴾

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم ؑ فرماتے ہیں کہ ”خواہشاتِ نفسِ ہلاکت میں ڈالتی ہیں اور خوفِ خدا شفاء دیتا ہے۔ یاد رکھو! تمہاری خواہشاتِ نفس اسی وقت ختم ہوں گی جب تم اس سے ڈرو گے جو تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ ﴿نعم المریسلان ج ۱ ص ۵۱۳ رقم الحديث ۸۸۶﴾

﴿دل کو خالی کر لو.....﴾

خلیفہ مامون رشید، حضرت سیدنا فضیل بن عیاض ؑ کی خدمت میں حصولِ نصیحت کی غرض سے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ”اپنے دل کو غم اور خوف کے لئے خالی کر لو، یہ تجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچائیں گے اور عذابِ جہنم سے چھٹکارا دلائیں گے۔“ ﴿نعم المریسلان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۵۱۴ رقم الحديث ۸۸۸﴾

﴿ان سے بہتر ساتھی کوئی نہیں.....﴾

حضرت سیدنا حاتم اہم ؑ نے کسی بزرگ کو فرماتے سنا کہ ”بندے کے لئے غم اور خوف سے بہتر ساتھی کوئی نہیں، غم اس چیز کا کہ پچھلے گناہوں کا کیا بنے گا؟ اور خوف اس بات کا کہ بندہ نہیں جانتا کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟“ ﴿نعم المریسلان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۵۱۵ رقم الحديث ۸۹۵﴾

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یا رب ﷻ

نیک کب اے میرے اللہ! بنوں گا یا رب ﷻ

گر ٹو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی

ہائے! میں نارِ جہنم میں جلوں گا یا رب ﷻ

﴿۳﴾ اپنی کمزوری و ناتوانی کو سامنے رکھ کر جہنم کے عذابات پر غور تفکر کرنا:

اپنے دل میں خوفِ خدا ؑ بیدار کرنے کے سلسلے میں تیسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان جہنم کے عذابات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی ناتوانی پر غور کرے۔ جہنم کے عذابات کی معرفت کے سلسلے میں ذیل کی روایات کا مطالعہ نفع بخش ثابت ہوگا۔ ﴿ما اللہ تعالیٰ﴾

(۱) حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تمہاری یہ آگ جسے ابنِ آدم روشن کرتا ہے، جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے۔“ یہ سن کر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! جلانے کے لئے تو یہی کافی ہے؟“ ارشاد فرمایا ”وہ اس سے اُنہتر (۶۹) درجے زیادہ ہے، ہر درجے میں یہاں کی آگ کے برابر گرمی ہے۔“

﴿صحيح مسلم، باب فی شدۃ حر النار جہنم، ص ۱۱۹۷ رقم الحديث ۲۸۷۳﴾

(2) حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”دوزخ کی آگ ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، پس اب وہ نہایت سیاہ ہے۔“

﴿جامع الترمذی، کتاب صفة الجہنم، جلد ۴، ص ۳۶۶، رقم الحدیث ۳۶۰۰﴾

(3) حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تمہاری یہ آگ، دوزخ کی آگ کا ستر واں حصہ ہے، اگر یہ دوبارہ نہ بجھائی جاتی تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے تھے، اب یہ آگ خود اللہ تعالیٰ سے التجاء کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ لوٹایا جائے۔“

﴿سنن ابن ماجہ، جلد ۴، ص ۵۲۸، رقم الحدیث ۴۳۱۸﴾

(4) حضرت سرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”دوزخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہو گی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے زانوؤں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کے کمر تک ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گلے تک آگ کے شعلے ہوں گے۔“

﴿صحیح مسلم، باب صفة النار، ص ۱۱۹۷، رقم الحدیث ۲۸۴۵﴾

(5) حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر ”اس زرو پانی کا ایک ڈول جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔“

﴿ترمذی، کتاب صفة الجہنم، جلد ۴، ص ۳۶۳، رقم الحدیث ۲۵۹۴﴾

(6) حضرت عبداللہ بن حارث بن جرحہؓ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”دوزخ میں سختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں، یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا۔ اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے فچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد چالیس سال تک رہے گا۔“

﴿مشکوٰۃ المصابیح، باب صفة النار والہلہا، جلد ۳، ص ۲۴۰، رقم الحدیث ۵۶۹۳﴾

(7) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”دوزخ میں صرف بدنصیب داخل ہوگا۔“ عرض کی گئی، ”یا رسول اللہ ﷺ بدنصیب کون ہے؟“ فرمایا، ”وہ شخص بدنصیب ہے جس نے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کی

اطاعت کے لیے گناہ کو نہیں چھوڑا۔“

﴿مشکوٰۃ المصابیح، باب صفة النار والہلہا، جلد ۳، ص ۲۴۰، رقم الحدیث ۵۶۹۳﴾

(8) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔“

﴿صحیح البخاری، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۶۵، رقم الحدیث ۶۵۶۱﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

ان عذابات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے بدن کی کمزوری اور ناتوانی پر ذرا غور فرمائیے کہ ہمارے جسم کا ہر ایک عضو کس قدر نازک ہے۔ مثلاً..... ہماری آنکھیں جو عام حالات میں ہمیں کافی دور تک کے مناظر دکھا دیتی ہیں، اگر ہم کبھی دھوپ سے اٹھ کر اچانک کسی کمرے میں چلے جائیں تو یہ اتنا بے بس ہو جاتی ہیں کہ بالکل قریب کی چیز بھی نہیں دیکھ پاتیں۔ اسی طرح کبھی ریت وغیرہ کا ہلکا سا ذرہ ان میں پڑ جائے تو اس کے سبب ہونے والی جھپٹن ہمارے پورے وجود کو تڑپا کر رکھ دیتی ہے۔.....

ہمارے کان کس قدر نازک ہیں کہ اگر ان میں چھوٹا سا کیڑا گھس جائے یا ان میں ورم وغیرہ ہو جائے تو اس کی تکلیف سے ہماری راتوں کی نیند برباد ہو جاتی ہے۔.....

ہماری زبان جس کی مدد سے ہم مختلف قسم کی چٹ پٹی اور دیگر اشیاء اپنے معدے میں اتارتے ہیں، اور مسلسل بول بول کر بعض اوقات دوسروں کو کوفت تک میں جتلاء کر دیتے ہیں، اگر کبھی انجانے میں ہم کوئی انتہائی گرم چیز کھا بیٹھیں تو اس کی حرارت ناقابل برداشت ہونے کی وجہ سے اس زبان پر چھالے پڑ جاتے ہیں، چنانچہ ہم کئی دن تک نہ تو کوئی ٹھوس اور مرچ دار چیز کھا پاتے ہیں اور نہ ہی کسی سے اطمینان سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

ہمارے پاؤں جن کے ذریعے ہم روزانہ طویل فاصلہ طے کرتے ہیں، اگر یہ بھولے سے کسی گرم انگارے پر جا پڑیں یا کسی وجہ سے زخمی ہو جائیں تو ہمارا چلنا پھرنا دشوار ہو جاتا ہے۔.....

ہمارے ہاتھ جن کی مدد سے ہم کپڑے پہننے، کھانا کھانے، لکھنے، ڈرائیونگ اور دیگر کام سرانجام دیتے ہیں، اگر ان پر ذرا سی خراش آجائے یا پھنسی وغیرہ ہو جائے تو ہمیں کتنی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔..... ﴿علیٰ هذا القیاس﴾

بلکہ ہمارا پورا وجود ہی انتہائی نازک اور حساس ہے کہ اگر اس کا درجہ حرارت معمولی سا بڑھ جائے، یا ہمارے سر میں ہلکا سے درد ہو جائے تو ہم بستر سے لگ جاتے ہیں، اسی طرح ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کی رفتار میں ذرا سی کمی بیشی ہو جائے تو بلڈ پریشر کے اس مرض کے نتیجے میں ہمارے روزمرہ کے معمولات بے حد متاثر ہوتے ہیں، اور اگر خدا نخواستہ کوئی ہمارے سینے میں خنجر یا پستول کی گولیاں اتار دے.. یا.. بالفرض کوئی گاڑی ہمیں کچل ڈالے تو تکلیف کی شدت سے پہلے تو ہم بے ہوش ہو جائیں اور پھر غالباً ہماری لاش ہی دیکھنے کو ملے۔

میتھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے کہ یہ تو دنیا میں لائق ہونے والی تکالیف کی چند مثالیں ہیں، بیلن ذرا تصور کیجئے کہ اگر ہمیں بہم میں ڈال دیا گیا تو ہمارا یہ نرم و نازک بدن اس کے ہولناک عذابات کو کس طرح برداشت کر پائے گا؟ حالانکہ یہ تو اتنا کمزور ہے کہ کسی تکلیف کی شدت جب اپنی انتہاء کو پہنچتی ہے تو یہ بے ہوش ہو جاتا ہے یا پھر بے حس و حرکت ہو جاتا ہے۔ جبکہ جہنم میں پہنچنے والی تکالیف کی شدت کے سبب انسان پر نہ تو بے ہوشی طاری ہوگی اور نہ ہی اسے موت آئے گی۔ آہ! وہ وقت کتنی بے بسی کا ہوگا جس کا تصور کرتے ہی ہمارے رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ رونے کا مقام نہیں؟ کیا اب بھی ہماری آنکھوں سے اللہ ﷻ کے خوف کے سبب آنسو نہیں ٹپکیں گے؟ کیا اب بھی ہمارے دل میں نیکیوں کی محبت نہیں بڑھے گی؟ کیا اب بھی ہمیں گناہوں سے وحشت محسوس نہیں ہوگی؟ آہ! اگر رحمت خداوندی شامل حال نہ ہوگی تو ہمارا کیا بنے گا؟.....

مُنَاجَات

یا الہی ﷻ ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو

جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا ﷻ کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو

شادی دیدارِ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات

ان ﷻ کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے

صاحبِ کوشہِ جو دو عطا ﷻ کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن

دامنِ محبوب ﷻ کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ نامہ اعمال جب کھلنے لگے

عیب پوشِ خلقِ ستارِ خطا ﷻ کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ جب ہمیں آنکھیں حسابِ جرم میں

ان تبسمِ ریزِ ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ رنگِ لائیں جب میری بے باکیاں

ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ جب چلوں تاریک راہِ پلِ صراط

آفتابِ ہاشمیؐ نورالہدیٰ ﷻ کا ساتھ ہو

یا الہی ﷻ جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے

رہِ سلیم کہنے والے غمزدہ ﷻ کا ساتھ ہو

یا الہی ﷺ جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں

قدسیوں کے لب سے آمیں رہنا کا ساتھ

یا الہی ﷺ جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے

دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو

﴿حدائقِ بخشش از امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن﴾

﴿4﴾ خوفِ خدا ﷺ کے حوالے سے اسلاف کے حالات کا مطالعہ کرنا:

خوفِ خدا ﷺ اپنانے میں معاون امور میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلافِ کرام کے اُن واقعات کا مطالعہ کیا جائے، جن میں خوفِ الہی ﷺ کا پہلو نمایاں ہو۔ چنانچہ ذیل میں سرورِ کائنات ﷺ، دیگر انبیاء علیہم السلام، فرشتوں، خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین کرام، فقہائے اسلام، محدثین عظام، علماء و اولیاء و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے منتخب واقعات پیش کئے گئے ہیں.....

قبر کی تیاری کرو:

حضرت سیدنا ائمہ بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سرکارِ مدینہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک تھے، آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھے اور اتنا روئے کہ آپ کی چشمانِ اقدس سے نکلنے والے آنسوؤں سے مٹی نم ہو گئی۔ پھر فرمایا، ”اے بھائیو! اس قبر کے لئے تیاری کرو۔“ ﴿سنن ابن ماجہ کتاب الزہد والبلقاء، ج ۶ ص ۶۶۶ رقم الحدیث ۴۱۹۵﴾

بادلوں میں کہیں عذاب نہ ہو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسولِ اکرم، شفیع معظم ﷺ تیز آندھی کو ملاحظہ فرماتے اور جب بادل آسمان پر چھا جاتے تو آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ کبھی حجرہ سے باہر تشریف لے جاتے اور کبھی واپس آ جاتے، پھر جب بارش ہو جاتی تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا، ”اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ بادل اللہ ﷻ کا عذاب نہ ہو جو میری امت پر بھیجا گیا ہو۔“ ﴿تلمب السیلمن باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۵۴۶ رقم الحدیث ۹۹۴﴾

جہنم کی آگ آنسو ہی بجھا سکتے ہیں:

حضرت سیدنا عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھ حضرت ابن عمر اور حضرت عبید بن عمرو رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ اُم المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ”ہمیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی بات بتائیے۔“ تو آپ رو پڑیں اور فرمایا، ”ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، ”مجھے رخصت دو کہ میں رب تعالیٰ کی عبادت کر لوں۔“ تو میں نے عرض کی، ”مجھے آپ کا رب تعالیٰ کے قریب ہونا اپنی خواہش سے زیادہ عزیز ہے۔“ تو آپ ﷺ گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو گئے اور رونے لگے۔ پھر وضو کر کے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا تو دوبارہ رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ کی چشمان مبارک سے نکلنے والے آنسو زمین تک جا پہنچے۔ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ کو روتے دیکھ کر عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کیوں رورہے ہیں حالانکہ آپ کے سبب تو انگوٹوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں؟“ تو ارشاد فرمایا، ”کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟“ اور مجھے رونے سے کون روک سکتا

ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے، ”إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔“

﴿ترجمہ کنز الایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے، جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کھڑے اور بیٹھے اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں، اے رب ہمارے تو نے یہ بے کار نہ بنایا، پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔﴾ (پ ۴، ال عمران ۱۹۰، ۱۹۱)

(پھر فرمایا)، ”اے بلال! جہنم کی آگ کو آنکھ کے آنسو ہی بجھا سکتے ہیں، ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے کہ جو یہ آیت پڑھیں اور اس میں غور نہ کریں۔“ ﴿سورة الناصحين، المجلس الخامس والستون، ص ۲۹۴﴾

اللہ ﷻ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دیئے ہیں

ایک میل تک آواز سنائی دیتی:

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خوفِ خدا ﷻ کے سبب اس قدر گریہ و زاری فرماتے کہ ایک میل کے فاصلے سے ان کے سینے میں ہونے والے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی۔“
﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۳۴﴾

تیس ہزار لوگ انتقال کر گئے:

ایک دن حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام لوگوں کو نصیحت کرنے اور خوفِ خدا دلانے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے بیان میں اس وقت چالیس ہزار لوگ موجود تھے۔ جن پر آپ کے پُر اثر بیان کی وجہ سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تیس ہزار لوگ خوفِ خدا ﷻ کی تاب نہ لا سکے اور انتقال کر گئے۔ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۳۴﴾

مسلسل بہنے والے آنسو:

حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو (خوفِ خدا سے) اس قدر روتے کہ درخت اور مٹی کے ڈھیلے بھی آپ کے ساتھ رونے لگتے تھے کہ آپ کے والد محترم حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام بھی آپ کو دیکھ کر رونے لگتے یہاں تک کہ بے ہوش ہو جاتے۔ آپ اسی طرح مسلسل آنسو بہاتے رہتے یہاں تک کہ ان مسلسل بہنے والے آنسوؤں کے سبب آپ کے رخسار مبارک پر زخم ہو گئے۔ یہ دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے رخساروں پر اونی پٹیاں چننا دیں۔ اس کے باوجود جب آپ دوبارہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پھر رونا شروع کر دیتے، جس کے نتیجے میں وہ روئی کی پٹیاں بھیگ جاتیں۔ جب آپ کی والدہ انہیں خشک کرنے کے لئے نچوڑتیں اور آپ اپنے آنسوؤں کے پانی کو اپنی ماں کے بازو پر گرتا ہوا دیکھتے تو بارگاہِ الہی ﷻ میں اس طرح عرض کرتے، ”اے اللہ ﷻ! یہ میرے آنسو ہیں، یہ میری ماں ہے اور میں تیرا بندہ ہوں جبکہ تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔“
﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۳۵﴾

کسی نے آنکھ کھولتے نہیں دیکھا:

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام خوفِ خدا ﷻ سے اتنا روتے تھے کہ مسلسل رونے کی وجہ سے آپ کی اکثر بینائی رخصت ہو گئی۔ لوگوں نے عرض کی، ”یا نبی اللہ ﷺ! آپ اتنا کیوں روئے کہ آپ کی اکثر بینائی جاتی رہی؟“ ارشاد فرمایا، ”دو باتوں کے سبب (۱) کہیں میری نظر ایسی چیز پر نہ جا پڑے جسے دیکھنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ (۲) جو آنکھیں اپنے رب ﷻ کا جلوہ دیکھنا چاہتی ہیں، میں نہیں چاہتا کہ وہ کسی اور چیز کو بھی دیکھیں، لہذا میں نے مناسب خیال کیا کہ نابینا کی طرح ہو جاؤں اور جب قیامت میں میری آنکھ کھلے تو فوراً میری نظر اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کرے۔“ اس کے بعد آپ ساٹھ برس حیات ظاہری سے متصف رہے لیکن کسی نے انہیں آنکھ کھولتے نہیں دیکھا۔

﴿رسالہ قفلِ مدینہ، از امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس عطار قاسمی مدظلہ العالی﴾

اُن کے پہلو لرز رہے ہیں:

سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے پہلو اس کے خوف کی وجہ سے لرزتے رہتے ہیں، ان کی آنکھ سے گرنے والے ہر آنسو سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے، جو کھڑے ہو کر اپنے رب ﷻ کی پاکی بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔“

﴿تعمد الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱، ص ۵۲۶، رقم الحدیث ۹۱۴﴾

تم کیوں روتے ہو؟

نبی محترم، شفیعِ معظم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا، ”اے جبرائیل علیہ السلام! تم

کیوں روتے ہو حالانکہ تم بلند ترین مقام پر فائز ہو؟“ انہوں نے عرض کی، ”میں کیوں نہ روؤں کہ میں رونے کا زیادہ حق دار ہوں کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اپنے موجودہ حال کے علاوہ کسی دوسرے حال میں نہ ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کہیں ابلیس کی طرح مجھ پر ابتلاء نہ آجائے کہ وہ بھی فرشتوں میں رہتا تھا اور میں نہیں جانتا کہ مجھ پر کہیں ہاروت و ماروت کی طرح آزمائش نہ آجائے۔“ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ بھی رونے لگے۔ یہ دونوں روتے رہے یہاں تک کہ نداء دی گئی، ”اے جبرائیل علیہ السلام! اور اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو نافرمانی سے محفوظ فرما دیا ہے۔“ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ ﴿مکنا نفع القلوب ص ۳۱۷﴾

کانپ رہے ہوتے:

تاجدارِ حرم ﷺ نے فرمایا، ”حضرت جبرائیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے تو اللہ ﷻ کے خوف کی وجہ سے کانپ رہے ہوتے۔“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الغوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۲﴾

تم اسی حالت پر رہنا:

منقول ہے کہ جب ابلیس کے مردود ہونے کا واقعہ ہوا تو حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام رونے لگے تو رب تعالیٰ نے دریافت کیا کہ ”تم کیوں روتے ہو؟“ انہوں نے عرض کی، ”اے رب ﷻ! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہیں۔“ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ”تم اسی حالت پر رہنا (یعنی کبھی مجھ سے بے خوف مت ہونا)۔“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الغوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۲﴾

دل اڑنے لگے:

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ”جب آگ کو پیدا کیا گیا تو فرشتوں کے دل اپنی جگہ سے اڑنے لگے پھر جب انسانوں کو پیدا کیا گیا تو واپس آ گئے۔“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الغوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۲﴾

جہنم میں نہ ڈال دیا جاؤں:

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے تو رحمتِ دو عالم، نور مجسم ﷺ نے دریافت کیا، ”اے جبرائیل علیہ السلام! تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟“ انہوں نے عرض کی، ”جب سے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا فرمایا ہے، میری آنکھیں اُس وقت سے کبھی اس خوف کے سبب خشک نہیں ہوئیں کہ مجھ سے کہیں کوئی نافرمانی نہ ہو جائے اور میں جہنم میں ڈال دیا جاؤں۔“

﴿تتمب الایمان، باب فی الغوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۵۳، رقم الحدیث ۹۱۵﴾

سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی گریہ وزاری:

منقول ہے کہ ابلیس (یعنی شیطان) نے اسی ہزار سال عبادت میں گزارے اور ایک قدم کے برابر بھی کوئی جگہ نہ چھوڑی جس پر اس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ پھر جب اس نے رب تعالیٰ کی حکم عدولی کی تو اللہ ﷻ نے اسے اپنی بارگاہ سے مردود کر دیا، قیامت تک کے لئے اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا، اس کی ساری عبادت ضائع ہو گئی اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنے کی سزا دی گئی۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ابلیس کے انجام سے عبرت گیر ہو کر کعبہ مشرفہ کے پردہ سے لپٹ کر نہایت گریہ وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کر رہے ہیں، **”إِلٰهِي وَسَيِّدِي لَا تُغَيِّرْ اِسْمِي وَلَا تُبَدِّلْ جِسْمِي**۔ یعنی اے میرے اللہ! اے میرے مالک! کہیں میرا نام نیکیوں کی فہرست سے نہ نکال دینا اور کہیں میرا جسم اہل عطا کے زمرہ سے نکال کر اہل عتاب کے گروہ میں شامل نہ فرما دینا۔“ ﴿منہاج العابدین، ص ۱۵۸﴾

ہنستے ہوئے نہیں دیکھا:

سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ”کیا وجہ ہے کہ میں نے کبھی میکائیل علیہ السلام کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟“ تو انہوں نے عرض کی، ”جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا، حضرت میکائیل علیہ السلام نہیں ہنستے۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۶، ص ۲۲۲﴾

کاش! میں ایک پرندہ ہوتا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھا دیکھا تو فرمایا، ”بہت خوب اے پرندے! تو کھانا پیتا ہے لیکن تجھ پر حساب نہیں، اے کاش! میں تیری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا۔“

﴿تہذیب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱، ص ۱۸۵، رقم الحدیث ۷۸۸﴾

افسوس! تو نے مجھے ہلاک کر دیا:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو اکثر آپ کی خدمت میں ہدایہ (یعنی تھپے) پیش کیا کرتا تھا۔ ایک رات وہ آپ کے لئے کوئی کھانے کی چیز لایا، جسے آپ نے کھا لیا۔ غلام نے عرض کی، ”آپ روزانہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ چیز کہاں سے لائے، لیکن آج دریافت نہیں فرمایا؟“ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”شدتِ بھوک کی وجہ سے یاد نہ رہا، (اب بتاؤ) تم یہ چیز کہاں سے لائے؟“ اس نے جواب دیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں منتر سے کسی کا علاج کیا تھا جس پر انہوں نے مجھے معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج جب میں ان کے قریب سے گزرا تو انہوں نے مجھے بطور معاوضہ یہ کھانا دیا۔“

یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ”افسوس! تو نے مجھے ہلاک کر دیا۔“ پھر آپ نے اپنے حلق میں ہاتھ ڈالا تا کہ قے کر سکیں لیکن وہ شے جسے آپ نے خالی پیٹ کھایا تھا، نہ نکل سکی۔ آپ کو بتایا گیا کہ پانی پئے بغیر یہ لقمہ نہیں نکلے گا۔ چنانچہ آپ نے پانی کا پیالہ منگوا لیا اور مسلسل پانی پیتے رہے اور اس لقمہ کو نکالنے کی کوشش کرتے رہے (حتیٰ کہ اس میں کامیاب ہو گئے)۔ جب آپ سے عرض کی گئی کہ ”اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے ایک لقمہ کی وجہ سے اتنی تکلیف اٹھائی۔“ تو ارشاد فرمایا، ”میں نے سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جسم کا جو حصہ مالِ حرام سے بنا ہے، وہ دوزخ کا زیادہ حق دار ہے، تو مجھے خوف ہوا کہ وہ لقمہ کہیں میرے بدن کا حصہ نہ بن جائے۔“

﴿حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابة من الساجدین، ج ۱، ص ۳۷، رقم الحدیث ۱۴۱﴾

رونے کی آواز:

حضرت سیدنا عمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو دیکھا کہ تین صفوں تک ان کے رونے کی آواز پہنچ رہی تھی۔“ ﴿حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابة من الساجدین، ج ۱، ص ۸۹، رقم الحدیث ۱۴۱﴾

سواری سے گر پڑے:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی آیتِ عذاب کو سنتے تو غش کھا کر گر پڑتے اور اتنا بیمار ہو جاتے کہ آپ کے ساتھی آپ کی عیادت کے لئے جایا کرتے تھے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر کثرت سے آنسو بہانے کے سبب دو لکیریں بن گئی تھیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے، ”کاش! میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا۔“ ایک دن آپ کہیں سے گزر رہے تھے کہ یہ آیت سنی.....

”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ“

ترجمہ کنز الایمان: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہوتا ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ ﴿پ ۲۷، الطور ۷، ۸﴾

تو آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ سواری سے گر پڑے، لوگ آپ کو گھر لے آئے۔ پھر آپ ایک مہینہ تک گھر سے باہر نہ نکل سکے۔

﴿درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص ۲۹۲﴾

کوڑوں کے نشانات:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ کے پاس ایک رجسٹر تھا جس میں وہ اپنے ہفتہ وار اعمال لکھا کرتے تھے۔ جب جمعہ کا دن آتا تو وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے اور جس عمل کو (اپنے گمان میں) رضائے الہی کے لئے نہ پاتے تو خود کو درہ مارتے اور فرماتے، ”تم نے یہ کام کیوں کیا؟“ جب آپ کا وصال ہو گیا اور لوگ آپ کو غسل دینے لگے تو دیکھا کہ آپ کی پیٹھ اور پہلوؤں پر کوڑوں کے نشانات تھے۔

﴿درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص ۲۹۲﴾

کاش! میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا:

حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ نے ایک مرتبہ زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا، ”کاش! میں یہ تنکا ہوتا، کاش! میرا ذکر نہ ہوتا، کاش! مجھے بھلا دیا گیا ہوتا، کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی۔“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الغوف والرجاء ج ۴، ص ۲۳۶﴾

www.dawateislami.net

بے ہوش ہو کر گر پڑے:

حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ فرماتے کہ، ”جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ غصہ نہیں دکھاتا اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اپنی مرضی نہیں کرتا اور اگر قیامت نہ ہوتی تو ہم کچھ اور دیکھتے۔“ آپ نے ایک مرتبہ یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی،

”إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“ (ترجمہ کنز الایمان، پ ۳۰، التویر)

پھر جب اس آیت پر پہنچے

”وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ“ اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں۔ (ترجمہ کنز الایمان، پ ۳۰، التویر ۱۰) ”تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الغوف والرجاء ج ۴، ص ۲۳۶﴾

دعوت اسلامی

آگے نہ بڑھ سکے:

حضرت عبید بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ نے فجر کی نماز پڑھائی اور سورہ یوسف کی قرأت کی، جب اس آیت پر پہنچے،

”وَأَبْيَضْتُ عَنْهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ“

اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۱۳، یوسف ۸۲﴾

تورونے لگے اور خوفِ خدا کے غلبہ کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے اور رکوع کر دیا۔ ﴿کنز العمال ج ۱۲، ص ۳۶۴، رقم الحدیث ۲۵۸۲۸﴾

اگر تو نے اللہ ﷻ کے عذاب کا خوف نہ رکھا:

حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ کو ایک باغ کی دیوار کے پاس دیکھا کہ وہ اپنے آپ سے فرما رہے تھے، ”واہ! لوگ تجھے امیر المؤمنین کہتے ہیں (پھر بطور عاجزی فرمانے لگے) اور تو اللہ ﷻ سے نہیں ڈرتا، اگر تو نے رب تعالیٰ کا خوف نہ رکھا تو اس کے عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔“ ﴿کبیرات سعادت ج ۲، ص ۸۹۲﴾

www.dawateislami.net

قبر کا منظر سب مناظر سے ہولناک ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی ؓ جب کسی کی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی، ”جنت اور دوزخ کے تذکرے پر آپ اتنا نہیں روتے جتنا کہ قبر پر روتے ہیں؟“ تو ارشاد فرمایا، ”میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ”قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے، اگر صاحبِ قبر نے اس سے نجات پالی تو بعد (یعنی قیامت) کا معاملہ آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔“ پھر فرمایا، ”قبر کا منظر سب مناظر سے زیادہ ہولناک ہے۔“

﴿جامع الترمذی، باب ما جاء فی ذکر الموت، رقم الحدیث ۳۳۱۵، ج ۴، ص ۱۲۸﴾

مرنے کے بعد نہ اٹھایا جائے :

حضرت سیدنا عثمان غنی ؓ نے ارشاد فرمایا، ”میری خواہش ہے کہ مجھے مرنے کے بعد نہ اٹھایا جائے۔“

﴿احیاء العلوم • کتاب الضوف والرجاء ج ۴ ص ۳۳۶﴾

راکھ ہو جانا پسند کروں گا:

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت سیدنا عثمان غنی ؓ نے فرمایا، ”اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان لایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ مجھے دونوں میں سے کس میں ڈالا جائے گا؟ تو میں وہیں راکھ ہو جانا پسند کروں گا۔“ ﴿حلیۃ الاولیاء • ذکر الصحابة من المهاجرین ج ۱ ص ۹۹ رقم الحدیث ۱۸۲﴾

میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں:

حضرت سیدنا نضر اکثانی ؓ فرماتے ہیں کہ، ”میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی ؓ کو کئی مرتبہ دیکھا، اس وقت کہ جب رات کی تاریکی چھا رہی ہوتی، ستارے ٹٹمارہے ہوتے اور آپ اپنے محراب میں لرزاں وترساں اپنی داڑھی مبارک تھامے ہوئے ایسے بے چین بیٹھے ہوتے کہ گویا زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ آپ غم کے ماروں کی طرح روتے اور بے اختیار ہو کر ”اے میرے رب! اے میرے رب! پکارتے، پھر دنیا سے مخاطب ہو کر فرماتے، ”تو مجھے دھوکے میں ڈالنے کے لئے آئی ہے؟ میرے لئے بن سنور کر آئی ہے؟ دور ہو جا! کسی اور کو دھوکا دینا، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں، تیری عمر کم ہے اور تیری محفل حقیر جبکہ تیرے مصائب جھیلنا آسان ہیں، آہ صد آہ! زاو راہ کی کمی ہے اور سفر طویل ہے جبکہ راستہ وحشت سے بھرپور ہے۔“ ﴿حلیۃ الاولیاء • ذکر الصحابة من المهاجرین ج ۱ ص ۸۵﴾

اُن جیسا نظر نہیں آتا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے ایک مرتبہ فجر کی نماز پڑھائی، آپ اس وقت غمگین تھے اور اپنا ہاتھ الٹ پلٹ کر رہے تھے پھر فرمانے لگے کہ ”میں نے نبی اکرم ؐ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا ہے لیکن آج ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ ان کی صبح اس حال میں ہوتی تھی کہ بال بکھرے ہوتے، رنگ زرد ہوتا، چہرے پر گرد و غبار ہوتا، ان کی آنکھوں کی درمیانی جگہ بکریوں کی رانوں کی طرح ہوتی، ان کی راتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام اور سجدے میں گزرتیں، وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے، اپنی پیشانی اور پاؤں پر باری باری زور ڈالتے۔ صبح ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح کانپتے، جس طرح ہوا کے ساتھ درخت کے پتے ملتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے۔“ پھر فرمانے لگے ”اللہ کی قسم! میں گویا ایسی قوم کے ساتھ ہوں جو غفلت میں رات گزارتے ہیں۔“ اتنا کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور اس کے بعد کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔ ﴿احیاء العلوم • کتاب الضوف والرجاء ج ۴ ص ۳۳۶﴾

بھولی بسری ہو جاؤں:

امیر المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، ”میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی بسری ہو جاؤں۔“

﴿تعمد الایمان • باب فی الضوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۴۸۶ رقم الحدیث ۷۹۱﴾

کاش! میں ایک درخت ہوتا:

حضرت سیدنا ابو ذر ؓ نے فرمایا، ”میں چاہتا ہوں کہ میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹا جاتا۔“

﴿احیاء العلوم • کتاب الضوف والرجاء ج ۴ ص ۳۳۶﴾

ہوا مجھے بکھیر دے:

حضرت سیدنا عمران بن حصین ؓ نے فرمایا، ”میری خواہش ہے کہ میں راکھ بن جاؤں اور سخت آندھی کے دن ہوا میرے اجزاء کو بکھیر دے۔“

﴿احیاء العلوم • کتاب الضوف والرجاء ج ۴ ص ۳۳۶﴾

کاش! میں مینڈھا ہوتا:

حضرت سیدنا ابوعبیدہؓ نے فرمایا، ”کاش! میں مینڈھا ہوتا اور میرے گھروالے مجھے ذبح کر دیتے پھر میرا گوشت کھا لیتے اور شور بہ پیتے۔“
 ﴿تعب اللسان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۴۸۶ رقم الحدیث ۷۹۰﴾

آہ! میں انسان نہ ہوتا:

حضرت سیدنا ابودرداءؓ نے فرمایا، ”اے کاش! میں ایک درخت ہوتا، جس کو کاٹا جاتا، اس کے پھل کھائے جاتے، آہ! میں انسان نہ ہوتا۔“
 ﴿تعب اللسان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۴۸۵ رقم الحدیث ۷۸۷﴾

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
 قبر وحشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

آہ! سلبِ ایمان کا خوف کھائے جاتا ہے
 کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا

کاش! میں مدینے کا کوئی دنبہ ہوتا یا
 سیٹک والا چتکبرا مینڈھا بن گیا ہوتا

آہ! کثرتِ عصیاں، ہائے! خوفِ دوزخ کا
 کاش! اس جہاں کا میں نہ بشر بنا ہوتا

﴿ارمغانِ مدینہ از امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی﴾

جگر تکزے تکزے کر دیا ہے:

مروی ہے کہ ایک نوجوان انصاری صحابی پر دوزخ کا ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ مسلسل رونے لگے اور اپنے آپ کو گھر میں قید کر لیا۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور ان کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ انتقال کر گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ”اپنے ساتھی کے کفن و دفن کا انتظام کرو، جہنم کے خوف نے ان کے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔“
 ﴿تعب اللسان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۵۲۰ رقم الحدیث ۹۳۶﴾

امانت رکھوا دینے ہیں:

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے حمص شہر میں سیدنا عمر بن سعیدؓ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ جب ایک سال گزر گیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں خط لکھا کہ اپنا مال و اسباب لے کر مدینہ شریف پہنچ جاؤ۔ جیسے ہی حضرت عمر بن سعیدؓ کو یہ خط ملا، انہوں نے اپنا سامان جو کہ ایک عصا، ایک پیالے، ایک کوزے اور موزوں کے ایک جوڑے پر مشتمل تھا، سمیٹا اور مدینہ المنورہ روانہ ہو گئے۔ جب یہ مدینہ طیبہ میں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو بڑے غمگین اور پریشان دکھائی دیئے۔ آپ کی اس پریشانی کو دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا، ”شاید آپ کو وہ شہر اس نہیں آیا؟“ تو آپ نے عرض کی، ”اے امیر المؤمنین! بات دراصل یہ ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی موزوں چیز نہیں جو آپ کو دکھا سکوں اور نہ ہی میرے پاس دنیا کا مال و اسباب ہے۔“ حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا، ”پھر آپ کے پاس کیا ہے؟“ آپ نے جواب دیا، ”میرے پاس یہ ایک عصا ہے جس سے میں سہارا لیتا ہوں، یہ ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور یہ موزے ہیں جو پاؤں میں پہنتا ہوں اور ایک کوزہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔“

یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا، ”کیا اس شہر میں کوئی بھی مخیر آدمی نہ تھا جو آپ کو سواری ہی مہیا کر دیتا، آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک امیر دیا تھا جو ان کے معاملات کو سنبھالتا تھا۔“ پھر خادم سے فرمایا، ”جاؤ! ایک کاغذ اور قلم لے کر آؤ، میں ان کے لئے نیا حکم نامہ لکھ دوں۔“ یہ سن کر آپ نے عرض کی، ”امیر المؤمنین! مجھے معاف فرمادیں، آپ کو خدا کا واسطہ مجھے اس آزمائش میں نہ ڈالیں کیونکہ میں نے ایک دن ایک نصرانی کو یہ کہہ دیا تھا کہ، ”اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے۔“ اب مجھے خوف ہے کہ رب تعالیٰ کہیں اسی بات پر میری پکڑ نہ فرمالے۔“ آپ کی اس خدا خونی کو دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ رو پڑے اور فرمایا، ”ٹھیک ہے! آپ کو یہ ذمہ داری نہیں دی جا رہی۔“ اس کے بعد آپ اپنے گھر چلے آئے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے حقیقت حال جانے کے لئے ایک آدمی کو سودینار کی تھیلی دے کر ان کے گھر بھیجا اور اسے ہدایت کی کہ جب تم خدا خونی کی کوئی بات دیکھو، یہ تھیلی ان کی خدمت میں پیش کر دینا۔ وہ آدمی تین دن تک آپ کے معمولات کا مشاہدہ کرتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ آپ دن کو روزہ رکھتے، شام کے وقت ایک روٹی اور زیتون کے تیل کے ساتھ روزہ افطار فرماتے ہیں اور پوری رات عبادت میں گزارتے ہیں۔ جب تیسرا دن آیا تو اس نے وہ تھیلی آپ کی بارگاہ میں پیش کر دی اور ساتھ امیر المؤمنین کا حکم بھی سنایا۔ آپ یہ سب دیکھ کر رو پڑے تو اس آدمی نے آپ کے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا، ”مجھے سونا دے کر آزمایا گیا ہے حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہوں، کاش! حضرت عمر فاروقؓ مجھے کبھی نہ دیکھ سکیں۔“ آپ نے اس وقت ایک پرانی قمیض پہن رکھی تھی، جسے آپ نے چاک کر دیا اور پانچ دینار اپنے پاس رکھ کر بقیہ راہِ خدا میں صدقہ کر دیئے۔ کچھ عرصے بعد امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے آپ سے ان دیناروں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے عرض کی، ”میں نے وہ دینار اللہ تعالیٰ کے پاس امانت رکھوا دیئے ہیں کہ قیامت کے دن مجھے واپس کر دینا۔“ ﴿محکمات الصالحین ص ۱۲۴﴾

www.dawateislami.net

مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا؟

حضرت سیدنا مسلم بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ بیمار ہوئے تو رونے لگے۔ جب آپ سے رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا، ”مجھے دنیا سے رخصتی کا غم نہیں رلا رہا بلکہ میں تو اس لئے رورہا ہوں کہ میرا سفر کٹھن اور طویل ہے جبکہ میرے پاس زادِ سفر بھی کم ہے اور میں گویا ایسے ٹیلے پر جا پہنچا ہوں جس کے بعد جنت اور دوزخ کا راستہ ہے اور میں نہیں جانتا کہ مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا؟“

﴿حلیۃ الاولیاء، ذکر اصحاب الصفۃ، ج ۱ ص ۳۵۰﴾

رونے والا حبشی:

حضرت سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی،

”وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ، جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔“

﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۸، التحریم ۶﴾

پھر فرمایا، ”جہنم کی آگ ایک ہزار برس جلائی گئی تو وہ سرخ ہو گئی، پھر ایک ہزار سال تک دھکائی گئی تو سفید ہو گئی، پھر ہزار سال بھڑکائی گئی تو سیاہ ہو گئی، اور اب وہ سیاہ و تاریک ہے۔“ یہ سن کر ایک حبشی جو وہاں موجود تھا، رونے لگا۔ مدنی سرکار ﷺ نے پوچھا، ”یہ کون رورہا ہے؟“ عرض کی گئی، ”حبشہ کا رہنے والا ایک شخص ہے۔“ آپ نے اس کے رونے کو پسند فرمایا۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر اترے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے، ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میرا جو بندہ دنیا میں میرے خوف سے روئے گا، میں ضرور اسے جنت میں زیادہ ہساؤں گا۔“

﴿تعمد الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۴۹۰، رقم الحدیث ۷۹۹﴾

میں کون سی مٹی میں ہوں گا؟

حضرت سیدنا معاذ بن جبلؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا، ”آپ کو کس چیز نے رلایا؟“ فرمایا، ”خدا تعالیٰ کی قسم! میں نہ تو موت کی گھبراہٹ سے رورہا ہوں اور نہ ہی دنیا سے رخصتی کے غم میں آنسو بہا رہا ہوں۔ بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا کہ، ”دو مٹھیاں ہیں، ایک جہنم میں جائے گی اور دوسری جنت میں....“ اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کون سی مٹی میں ہوں گا۔“

﴿تعمد الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۵۰۲، رقم الحدیث ۸۴۱﴾

میں دنیا کے چھوٹنے پر نہیں روتا:

حضرت سیدنا حذیفہؓ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو رو دیئے اور شدید گھبراہٹ کا اظہار ہونے لگا۔ لوگوں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا، ”میں دنیا چھوٹنے پر نہیں روتا کیونکہ موت مجھے محبوب ہے، بلکہ میں تو اس لئے رورہا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر دنیا سے جا رہا ہوں یا ناراضگی میں؟“ ﴿اسد الغابۃ ج ۱ ص ۵۷۴﴾

میں نہیں جانتا:

حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ ؓ اپنی زوجہ محترمہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک رونے لگے، ان کو روتا دیکھ کر زوجہ بھی رونے لگیں۔ آپ نے زوجہ سے پوچھا، ”تم کیوں روتی ہو؟“ انہوں نے جواب دیا، ”آپ کو روتا دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔“ آپ ؓ نے فرمایا، ”مجھے تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد آ گیا تھا،

”وَأِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا“

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔ ﴿ترجمہ کنزالایمان، پ ۱۶، مریم ۷۱﴾

اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بعافیت گزر جاؤں گا یا نہیں۔“

﴿حلیۃ الاولیاء، جلد ۶ ص ۱۱۷﴾

ایک حبشی کا خوف خدا ﷻ:

ایک حبشی نے سرکار مدینہ، سرور قلب و سینہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے گناہ بے شمار ہیں، کیا میری توبہ بارگاہ الہی ﷻ میں قبول ہو سکتی ہے؟“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”کیوں نہیں۔“ اس نے عرض کی، ”کیا وہ مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا بھی رہا ہے؟“ ارشاد فرمایا، ”ہاں! وہ سب کچھ دیکھتا رہا ہے۔“ یہ سن کر حبشی نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گرتے ہی جاں بحق ہو گیا۔ ﴿کیمیائی سعادت، ج ۲ ص ۸۸۶﴾

کیا اللہ ﷻ کو بھی خبر نہیں؟

حضرت سیدنا عبداللہ بن دینار ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ ہم تھوڑی دیر آرام کے لئے رکے۔ اتنے میں ایک چرواہا دھڑ سے بکریاں لئے ہوئے گزرا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ نے اس سے کہا کہ، ”ایک بکری میرے ہاتھ فروخت کر دو۔“ اس نے عرض کی، ”یہ بکریاں میری ذاتی ملک نہیں ہیں، بلکہ میں تو کسی کا غلام ہوں۔“ آپ نے (بطور آزمائش) فرمایا، ”مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا، اُسے کیا پتہ چلے گا۔“ چرواہے نے جواب دیا، ”اگر اسے نہ بھی معلوم ہو تو کیا خدا ﷻ کو بھی خبر نہیں ہے؟“ یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ زار و قطار رونے لگے اور اس چرواہے کے مالک کو بلوا کر اس کی قیمت ادا کی اور اسے آزاد کر دیا۔

﴿کیمیائی سعادت، ج ۲ ص ۸۸۶﴾

چہرے کا رنگ زرد پڑ جانا:

حضرت امام زین العابدین ؓ جب وضو کرتے تو خوف کے مارے آپ کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا۔ گھروالے دریافت کرتے، ”یہ وضو کے وقت آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟“ تو فرماتے، ”تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں؟“

﴿احیاء العلوم، کتاب الغوف والرجاء، ج ۶ ص ۳۳۶﴾

پُل صراط سے گزرو:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن عبدالعزیز ؓ کی ایک کنیز آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی، ”عالی جاہ! میں نے خواب میں عجیب معاملہ دیکھا۔“ آپ کے دریافت کرنے پر وہ یوں عرض گزار ہوئی کہ، ”میں نے دیکھا کہ جہنم کو بھڑکایا گیا اور اس پر پُل صراط رکھ دیا گیا پھر اموی خلفاء کو لایا گیا۔ سب سے پہلے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو اس پُل صراط سے گزرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ وہ پُل صراط پر چلنے لگا لیکن افسوس! وہ تھوڑا سا چلا کہ پُل الٹ گیا اور وہ جہنم میں گر گیا۔“ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ نے دریافت کیا، ”پھر کیا ہوا؟“ کنیز نے کہا، ”پھر اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کو لایا گیا، وہ بھی اسی طرح پُل صراط پار کرنے لگا کہ اچانک پُل صراط پھر الٹ گیا، جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جا گرا۔“ آپ ؓ نے سوال کیا کہ، ”اس کے بعد کیا ہوا؟“ اس نے عرض کی، ”اس کے بعد سلیمان بن عبدالملک کو حاضر کیا گیا، اسے بھی حکم ہوا کہ پُل صراط سے گزرو، اس نے بھی چلنا شروع کیا لیکن یکایک وہ بھی دوزخ کی گہرائیوں میں اتر گیا۔“ آپ ؓ نے پوچھا، ”مزید کیا ہوا؟“ اس نے جواب دیا، ”یا امیر المؤمنین! ان سب کے بعد آپ کو لایا گیا.....“

کنیز کا یہ جملہ سنتے ہی سیدنا عمر بن عبدالعزیز ؓ نے خوف زدہ ہو کر چیخ ماری اور زمین پر گر گئے۔ کنیز نے جلدی سے کہا ”اے امیر المؤمنین! رحمن ﷻ کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ نے سلامتی کے ساتھ پُل صراط پار کر لیا۔“ لیکن سیدنا عمر بن عبدالعزیز ؓ کنیز کی بات نہ سمجھ پائے کیونکہ آپ پر

خوف کا ایسا غلبہ طاری تھا کہ آپ بے ہوشی کے عالم میں بھی ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۴، ص ۲۳۱﴾

بے ہوش ہو کر گر گئے :

حضرت سیدنا یزید رقاشی ؒ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز ؒ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، ”یا امیر المؤمنین! یاد رکھئے کہ آپ پہلے خلیفہ نہیں ہیں جو مرجائیں گے۔ (یعنی آپ سے پہلے گزرنے والے خلفاء کو موت نے آلیا تھا۔)“ یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ رونے لگے اور عرض کرنے لگے، ”کچھ اور بھی فرمائیے۔“ تو آپ نے کہا، ”اے امیر المؤمنین! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ تک آپ کے سارے آباؤ اجداد فوت ہو چکے ہیں۔“ یہ سن کر آپ مزید رونے لگے اور عرض کی، ”مزید کچھ بتائیے۔“ آپ نے فرمایا، ”آپ کے اور جنت و دوزخ کے درمیان کوئی منزل نہیں ہے۔ (یعنی دوزخ میں ڈالا جائے گا یا جنت میں داخل کیا جائے گا۔) یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۴، ص ۲۳۹﴾

www.dawateislami.net

بے شک مجھے دو جنتیں عطا کی گئیں:

حضرت عمر فاروق ؒ کے زمانہ مبارک میں ایک نوجوان بہت متقی و پرہیزگار و عبادت گزار تھا۔ حضرت عمر ؒ بھی اس کی عبادت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ وہ نوجوان نماز، عشاء، مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ راستے میں ایک خوب رو عورت اسے اپنی طرف بلاتی اور چھیڑتی تھی، لیکن یہ نوجوان اس پر توجہ دیئے بغیر نگاہیں جھکائے جایا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن وہ نوجوان شیطان کے ورغلانے اور اس عورت کی دعوت پر برائی کے ارادے سے اس کی جانب بڑھا، لیکن جب دروازے پر پہنچا تو اسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان یاد آ گیا، ”إِنَّ

الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ“

بے شک وہ جو ڈروالے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔“

(ترجمہ کنز الایمان پ ۹، الاعراف ۲۰۱)

اس آیت پاک کے یاد آتے ہی اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ جب یہ بہت دیر تک گھر نہ پہنچا تو اس کا بوڑھا باپ اسے تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا اور لوگوں کی مدد سے اسے اٹھوا کر گھر لے آیا۔ ہوش آنے پر باپ نے تمام واقعہ دریافت کیا، نوجوان نے پورا واقعہ بیان کر کے جب اس آیت پاک کا ذکر کیا، تو ایک مرتبہ پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید خوف غالب ہوا، اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ راتوں رات ہی اس کے غسل و کفن و دفن کا انتظام کر دیا گیا۔

صبح جب یہ واقعہ حضرت عمر ؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ”ہمیں رات کو ہی اطلاع کیوں نہیں دی، ہم بھی جنازے میں شریک ہو جاتے؟“ اس نے عرض کی، ”امیر المؤمنین! آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے مناسب معلوم نہ ہوا۔“ آپ نے فرمایا کہ ”مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔“ وہاں پہنچ کر آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی،

”وَلِمَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٌ“

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۷، الرحمن ۴۶﴾

تو قبر میں سے اس نوجوان نے بلند آواز کے ساتھ پکار کر کہا کہ ”یا امیر المؤمنین! بیشک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔“

﴿نسرہ الصدور ص ۲۱۲﴾

www.dawateislami.net

آنکھ نکال دی:

حضرت سیدنا ناکب الاحبار ؒ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو لوگوں نے آپ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ، ”حضور! بارش کے لئے دعا کر دیجئے۔“ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، ”میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔“ چنانچہ سب لوگ آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ، ”میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔“ یہ سن کر سب لوگ واپس ہو لئے لیکن صرف ایک آنکھ والا شخص ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا، ”کیا تم نے میری بات نہیں سنی؟“ اس نے عرض کی، ”جی ہاں! سنی ہے۔“ فرمانے لگے، ”کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟“ اس نے جواب دیا، ”حضور! مجھے اپنا کوئی گناہ یاد نہیں لیکن ایک گناہ کا تذکرہ کرتا ہوں اور وہ گناہ اب باقی رہا یا نہیں، اس کا فیصلہ آپ ہی فرمائیں۔“ آپ نے پوچھا، ”وہ کیا؟“ اس نے بتایا، ”ایک دن میں نے راستے سے گزرتے ہوئے کسی کے مکان میں ایک آنکھ سے جھانکا تو کوئی کھڑا تھا، کسی کے گھر میں اس طرح جھانکنے کا مجھے بہت افسوس ہوا اور میں خوفِ خدا سے لرز اٹھا۔ پھر مجھ پر ندامت

غالب آئی اور میں نے وہ آنکھ نکال کر پھینک دی جس سے جھانکا تھا۔ اگر میرا وہ عمل گناہ تھا تو آپ فرمادیجئے، میں واپس چلا جاتا ہوں۔“

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس کی بات سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا، ”ساتھ چلو! اب ہم دعا کرتے ہیں۔“ پھر آپ نے دعا فرمائی کہ، ”اے اللہ! تیرا خزانہ کبھی ختم نہیں ہونے والا اور نکل تیری صفت نہیں، اپنے فضل و کرم سے ہم پر پانی برسا دے۔“ اتنا کہتا تھا کہ فوراً بارش شروع ہو گئی اور یہ دونوں حضرات بارش میں بھیگتے ہوئے پہاڑ سے واپس تشریف لائے۔ ﴿کتاب التوابین ص ۸۰﴾

دونے والا پتھر:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک پتھر کے قریب سے گزرے جس کے دونوں طرف سے پانی بہہ رہا تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ پانی کہاں سے آرہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے دریافت فرمایا، ”اے پتھر! یہ پانی کہاں سے آرہا ہے اور کہاں جائے گا؟“ اس نے عرض کی، ”جو پانی میری سیدھی جانب سے آرہا ہے وہ میری دائیں آنکھ کے آنسو ہیں اور الٹی جانب سے آنے والا پانی میری بائیں آنکھ کے آنسو ہیں۔“ آپ علیہ السلام نے پوچھا، ”تم یہ آنسو کس لئے بہا رہے ہو؟“ پتھر نے جواب دیا، ”اپنے رب کے خوف کی وجہ سے کہ کہیں وہ مجھے جہنم کا ایندھن نہ بنا دے۔“

﴿نعم اللہ بیان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۶ ص ۵۲۸ رقم الحدیث ۹۳۳﴾

چٹان مٹ گئی:

سرکارِ دو عالم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ”گزشتہ زمانے میں تین آدمی سفر میں تھے کہ رات گزارنے کے لئے انہیں ایک غار کا سہارا لینا پڑا۔ جونہی وہ غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان ٹوٹ کر غار کے منہ پر آن گری، جس سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ انہوں نے سوچا کہ ”اس چٹان سے چھٹکارا پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔“

ان میں سے ایک شخص نے خدمتِ والدین کو وسیلہ بنا کر دعا کی تو چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ ابھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔ دوسرے نے اس طرح دعا کی ”یا اللہ ﷻ! میری ایک چچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی میں نے کئی مرتبہ اس سے بری خواہش کا اظہار کیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ قحط سالی میں مبتلا ہوئی اور مدد حاصل کرنے میرے پاس آئی۔ میں نے اسے سودینا اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے، لہذا وہ مجبوراً اس پر تیار ہو گئی۔ جب ہم تنہائی میں پہنچے اور میں نے اپنی خواہش پوری کرنا چاہی تو اس نے کہا ”اللہ تعالیٰ سے ڈر اور یہ گناہ مت کر۔“ یہ سن کر میں اس گناہ سے رک گیا اور وہ دینار بھی اسی کو دے دیئے۔ اے اللہ ﷻ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہماری یہ مصیبت دور کر دے۔“ چٹان کچھ اور سرک گئی، مگر وہ ابھی بھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

تیسرے نے ایک مزدور کو اس کی امانت لوٹا دینے کو وسیلہ بنایا اور عرض کی، ”اے اللہ تعالیٰ! اگر میرا یہ عمل محض تیری رضا جوئی کے لئے تھا تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دلا دے۔“ چنانچہ چٹان مکمل طور پر مٹ گئی اور وہ نکل کر چل پڑے۔ (ملخصاً)

﴿صحیح المسلم باب قصة اصحاب الغار الثلاثة ص ۶۱۵۵ رقم الحدیث ۳۴۴۳﴾

مجھے جلا دینا:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے زندگی بھر کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی۔ اس نے اپنے گھروالوں کو وصیت کی کہ، ”جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری آدھی راکھ جنگل میں اڑا دینا جبکہ آدھی دریا کے سپرد کر دینا، رب تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے میری گرفت کی تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ پورے جہان میں سے کسی کو نہ دیا ہوگا۔“

جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اس کی رضا کے مطابق گھروالوں نے اس کی وصیت پوری کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو اس کی راکھ جمع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس نے اپنے اندر موجود تمام راکھ جمع کر دی۔ پھر جنگل کو بھی یہی حکم دیا، اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس شخص سے سوال کیا کہ، ”بتاؤ! تم نے ایسا کیوں کیا؟“ اس نے عرض کی، ”اے میرے رب ﷻ! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ فقط تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا۔“

یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی۔ ﴿نعم اللہ بیان جلد ۶ ص ۶۹ رقم الحدیث ۱۰۳۷﴾

دعا کے وقت چہرہ زرد ہو جاتا:

حضرت سیدنا فضل بن وکیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ”میں نے تابعین میں سے کسی شخص کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح شدتِ خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دعا مانگتے وقت خوفِ خداوندی سے آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ کا بدن کسی سالخورده مشک کی طرح مرجھایا ہوا معلوم ہوتا۔ ایک مرتبہ آپ نے رات کو نماز میں قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کی،

”بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرُ

بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی ہے اور سخت کڑوی۔ (ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۷، القمر ۳۶) پھر بار بار اسی آیت کو دہراتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہہ دی۔ (تذکرۃ المحدثین ص ۵۷)

موش و حواس جاتے رہے:

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی،

”هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ۚ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: یہ دن ہے کہ وہ نہ بول سکیں گے اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں۔ (المرسلات ۳۵، ۳۶) اس آیت کو سنتے ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ خوفِ خدا کی شدت سے آپ کے ہوش و حواس جاتے رہے اور وہیں سجدے میں گر گئے۔ پھر جب ہوش آیا تو کہنے لگے، ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مَقَامِ الْكَذَّابِينَ وَمِنْ إِعْرَاضِ الْجَاهِلِينَ هَبْ لِي مِنْ رَحْمَتِكَ وَجَلِّئِي بِسِتْرِكَ وَاعْفُ عَنِّي بِكَرَمِكَ وَلَا تَقْنَطْنِي مِنْ خَيْرِكَ

اے اللہ! میں کذابوں کے مقام اور جاہلوں کے اعراض سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مجھے اپنی رحمت عطا فرما دے، میرے عیوب پر پردہ ڈال دے، مجھے اپنے کرم کے صدقے معاف فرما دے، مجھے غیر کے حوالے نہ فرما، مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہ کرنا۔

(تذکرۃ المحدثین بحوالہ مرقاة ج ۱ ص ۲۹)

مجھے بھوک ہی نہیں لگتی:

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ، ”خوفِ خدا تعالیٰ مجھے کھانے پینے سے روک رہا ہے اور مجھے بھوک ہی نہیں لگتی۔“

(مکاشفة القلوب باب الخوف من الذنب ص ۱۹۷)

آنکھوں کی خوبصورتی جاتی رہی:

حضرت سیدنا یزید بن ہارون واسطی رحمۃ اللہ علیہ حافظِ حدیث تھے۔ ان کی آنکھیں نہایت خوب صورت تھیں مگر یہ دن رات خوفِ الہی سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ مستقل طور پر آشوبِ چشم کی شکایت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ آنکھوں کی خوبصورتی و روشنی دونوں جاتی رہیں۔

(اولیائے رجال الحدیث ص ۳۶۲)

رونا کیسے چھوڑ دوں؟

حضرت سیدنا یحییٰ بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی بارعب شیخ الحدیث تھے، لیکن آپ پر خوفِ خداوندی کا بڑا غلبہ تھا۔ آپ دن رات روتے رہتے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں میں ہمیشہ آشوبِ چشم جیسی سرخی رہتی تھی۔ یہ دیکھ کر بعض لوگوں نے عرض کی، ”حضور! آپ کی آنکھوں کا علاج یہی ہے کہ آپ رونا چھوڑ دیں۔“ تو آپ نے فرمایا، ”اگر یہ آنکھیں اللہ کے خوف سے رونا چھوڑ دیں تو پھر ان میں کون سی بھلائی باقی رہ جائے گی؟“

(اولیائے رجال الحدیث ص ۲۵۷)

اب توبہ کا وقت آگیا ہے :

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بہت نامور محدث اور مشہور اولیائے کرام میں سے ہیں۔ یہ پہلے زبردست ڈاکو تھے۔ ایک مرتبہ ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے کسی مکان کی دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ اتفاقاً اس وقت مالک مکان قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھا۔ اس نے یہ آیت پڑھی،

”أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔

﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۷، الحمد ۱۶﴾

جونہی یہ آیت آپ کی سماعت سے ٹکرائی، گویا تاثیر ربانی کا تیر بن کر دل میں پیوست ہوگئی اور اس کا اتنا اثر ہوا کہ آپ خوفِ خدا سے کانپنے لگے اور بے اختیار آپ کے منہ سے نکلا، ”کیوں نہیں میرے پروردگار! اب اس کا وقت آگیا ہے۔“ چنانچہ آپ روتے ہوئے دیوار سے اتر پڑے اور رات کو ایک سنان اور بے آباؤ کھنڈر نما مکان میں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک قافلہ پہنچا تو شرکائے قافلہ آپس میں کہنے لگے کہ، ”رات کو سفر مت کرو، یہاں رک جاؤ کہ فضیل بن عیاض ڈاکو اسی اطراف میں رہتا ہے۔“ آپ نے قافلے والوں کی باتیں سنیں تو اور زیادہ رونے لگے کہ، ”افسوس! میں کتنا گناہ گار ہوں کہ میرے خوف سے امتِ رسول ﷺ کے قافلے رات میں سفر نہیں کرتے اور گھروں میں عورتیں میرا نام لے کر بچوں کو ڈراتی ہیں۔“ آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور آپ نے سچی توبہ کر کے یہ ارادہ کیا کہ اب ساری زندگی کعبۃ اللہ کی مجاوری اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاروں گا۔ چنانچہ آپ نے پہلے علمِ حدیث پڑھنا شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں ایک صاحبِ فضیلت محدث ہو گئے اور حدیث کا درس دینا بھی شروع کر دیا۔ ﴿اولیائے رجال الحديث ص ۲۰۶﴾

دن رات روتے رہتے :

حضرت علی بن یحٰیٰ ربہری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث اور زہد و تقویٰ سے متصف بزرگ تھے۔ آپ کے دل پر خوفِ خدا کا اتنا غلبہ تھا کہ دن رات روتے رہتے حتیٰ کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ ﴿اولیائے رجال الحديث ص ۱۹۶﴾

جہنم کا نام سن کر بے ہوش ہو گئے :

حضرت سیدنا عبداللہ بن وہب فہری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لاکھ احادیثِ زبانی یاد تھیں۔ آپ پر خوفِ الہی کا بڑا غلبہ تھا۔ ایک دن حمام میں تشریف لے گئے تو کسی نے یہ آیت پڑھ دی،

”وَإِذْ يَتَحَايَوْنَ فِي النَّارِ

اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے۔

﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۳، المؤمن ۴۷﴾

جہنم کا نام سنتے ہی آپ بے ہوش ہو کر غسل خانے میں گر پڑے اور بہت دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا۔ اسی طرح ایک شاگرد نے آپ کی کتاب ”جامع ابن وہب“ میں سے قیامت کا واقعہ پڑھ دیا تو آپ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے اور لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لے آئے۔ جب بھی آپ کو ہوش آتا تو بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا اور پھر بے ہوش ہو جاتے، اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ ﴿اولیائے رجال الحديث ص ۱۹۱﴾

”لبیک“ کیسے کہوں؟

حضرت سیدنا امام علی بن حسین زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث میں اپنے والد ماجد حضرت سیدنا امام حسین و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وارث ہیں۔ آپ بڑے خدا ترس تھے اور آپ کا سینہ مبارک خشیتِ الہی کا سفینہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے حج کا احرام باندھا تو تلبیہ (یعنی لبیک) نہیں پڑھی۔ لوگوں نے عرض کی، ”حضور! آپ لبیک کیوں نہیں پڑھتے؟“ ”آبدیدہ ہو کر ارشاد فرمایا، ”مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں لبیک کہوں اور اللہ ﷻ کی طرف سے ”لَا لَبَّيْكَ“ کی آواز نہ آجائے، یعنی میں تو یہ کہوں کہ ”اے میرے مالک! میں بار بار تیرے دربار میں حاضر ہوں۔“ اور ادھر سے یہ آواز نہ آجائے کہ ”نہیں نہیں! تیری حاضری قبول نہیں۔“ لوگوں نے کہا، ”حضور! پھر لبیک کہے بغیر آپ کا احرام کیسے ہوگا؟“ یہ سن کر آپ نے

بلند آواز سے **لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ**

لَا شَرِيكَ لَكَ پڑھا لیکن ایک دم خوفِ خدا ﷻ سے لرز کر اونٹ کی پشت سے زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آتے تو

”لبیک“ پڑھتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے، اسی حالت میں آپ نے حج ادا فرمایا۔ ﴿اولیائے رجال الحمیت ص ۱۶۷﴾

بہنی مونی سری دیکھ کر ہوش ہو گئے :

حضرت سیدنا طاؤس بن کیسان ؓ ایک عظیم محدث اور تابعی تھے۔ آپ علم و عمل کے اعتبار سے اپنے زمانے کے سردار تھے۔ آپ پر خوفِ خداوندی کا بڑا غلبہ تھا اور بہت خدا ترس اور رقیق القلب تھے۔ جب کسی بھڑکتی ہوئی آگ کو دیکھ لیتے تو جہنم کو یاد کر کے حواس باختہ ہو جاتے۔ ایک مرتبہ کسی ہوٹل والے نے ان کے سامنے نور میں سے بکری کا سر بھون کر نکالا تو آپ اس کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ ﴿اولیائے رجال الحمیت ص ۱۵۶﴾

درد میں کمی واقع نہ مونی :

حضرت سیدنا ابو عثمان اسماعیل صابونی ؓ بہت بڑے واعظ اور با کمال مفسر تھے۔ ایک دن وعظ کے دوران کسی نے ان کے ہاتھ میں ایک کتاب دی جس میں خوفِ الہی سے متعلق مضامین تھے۔ آپ نے اس کتاب کی چند سطریں مطالعہ فرمائیں اور ایک قاری سے کہا کہ یہ آیت پڑھو،

”أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ“

تو کیا جو لوگ بڑے مکر کرتے ہیں، اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۱۳، النحل ۳۵﴾
پھر اسی قسم کی دوسری آیات و عید قاری سے پڑھواتے رہے اور حاضرین کو عذابِ الہی سے ڈراتے رہے۔ خود ان پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی کہ خوفِ خدا سے لرزنے اور کاپٹنے لگے اور آپ کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بے چین ہو گئے۔ کچھ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لے آئے اور طبیبوں نے بہت علاج کیا مگر درد میں کوئی کمی نہ واقع ہوئی۔ بالآخر اسی حالت میں آپ ؓ کا انتقال ہو گیا۔ ﴿اولیائے رجال الحمیت ص ۱۵۴﴾

پھوٹ پھوٹ کر روتے :

حضرت سیدنا ابو ذر صالح ؓ مزی ؓ بڑے نامور محدث تھے۔ آپ بہت ہی سحر بیان و واعظ بھی تھے۔ وعظ کے دوران خود ان کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ خوفِ الہی سے کانپتے اور لرزتے رہتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے جیسے کوئی عورت اپنے اکلوتے بچے کے مرجانے پر روتی ہے۔ کبھی کبھی تو شدتِ گریہ اور بدن کے لرزنے سے آپ کے اعضاء کے جوڑ اپنی جگہ سے ہل جاتے تھے۔ اور آپ کے بیان کا سننے والوں پر ایسا اثر ہوتا کہ بعض لوگ تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہو جاتے اور بعض انتقال کر جاتے۔ آپ کے خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی قبر کو دیکھ لیتے تو دو دو، تین تین دن مہوت و خاموش رہتے اور کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ ﴿اولیائے رجال الحمیت ص ۱۵۱﴾

مجھے شرم آتی ہے :

حضرت شقیق بن ابی سلمہ ؓ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کے خاص شاگرد ہیں۔ آپ پر خوفِ خدا ﷻ کا بڑا غلبہ تھا۔ جب حرمِ کعبہ میں جاتے تو کہتے: ”میں کس طرح کعبہ کا طواف کروں؟ ہائے! مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ جو قدم گناہ کی طرف چل چکے ہوں، میں ان گنہگار قدموں کو خدا کے مقدس گھر کے پاس کس طرح رکھوں؟“ یہ کہہ کر آپ زار و قطار رونے لگتے۔ آپ کے سامنے کوئی اللہ تعالیٰ کے قہر و جلال کا تذکرہ کر دیتا تو آپ مرغِ بھل کی طرح زمین پر تڑپنے لگتے۔ ایک مرتبہ آپ کے سامنے کسی نے کہہ دیا کہ فلاں آدمی بڑا متقی ہے تو آپ نے فرمایا: ”خاموش رہو! تم نے کسی متقی کو کبھی دیکھا بھی ہے؟ ارے نادان! متقی کہلانے کا حق دار وہ شخص ہے کہ اگر اس کے سامنے جہنم کا ذکر کر دیا جائے تو خوفِ الہی کے سبب اس کی روح پرواز کر جائے۔“ ﴿اولیائے رجال الحمیت ص ۱۶۰﴾

روح پرواز کر گئی :

حضرت زرارہ بن ابی اونی ؓ نہایت ہی عابد و زاہد اور خوفِ الہی میں ڈوبے ہوئے عالم با عمل تھے۔ تلاوتِ قرآن کے وقت و عید و عذاب کی آیات پڑھ کر لرزہ بر اندام بلکہ کبھی کبھی خوفِ خدا سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ایک دن فجر کی نماز میں جیسے ہی آپ نے یہ آیت تلاوت کی،

”فَإِذَا نَقَرَ فِي النَّاقُورِ ۖ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ“

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن کزا (یعنی سخت) دن ہے۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۹، المدثر ۸، ۹﴾

تو نماز کی حالت میں ہی آپ پر خوفِ الہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ لرزتے کانپتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔

بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا:

حضرت سیدنا ثابت بن اسلم رضی اللہ عنہ تابعین بصرہ کے بڑے باوقار اور نامور علمائے حدیث میں سے تھے۔ آپ پر خوفِ الہی کا بڑا غلبہ تھا۔ جب بھی آپ کے سامنے جہنم کا تذکرہ کیا جاتا تو ایسے مضطرب ہوتے کہ تڑپنے لگتے اور بدن پر اتنا لرزہ طاری ہو جاتا کہ جسم کا کوئی نہ کوئی عضو الگ ہو جاتا۔

﴿اولیائے رجال الحدیث ص ۹۱﴾

آنکھ کی بینائی جاتی رہی:

حضرت سیدنا اسود بن یزید رضی اللہ عنہ نہایت جلیل القدر تابعی ہیں اور عبادت و ریاضت میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ خوفِ خدا ﷻ سے راتوں کو اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کی ایک آنکھ کی بینائی رونے کی وجہ سے جاتی رہی اور اتنے لاغر ہو گئے کہ بدن پر گویا ہڈی اور کھال کے علاوہ کوئی بوٹی باقی نہیں رہ گئی تھی۔

﴿اولیائے رجال الحدیث ص ۲۷﴾

خوفِ خدا کے سبب انتقال کرنے والا:

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں رات کے وقت ایک گلی سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک درد بھری آواز میری سماعت سے ٹکرائی، اس آواز میں اتنا کرب تھا کہ میرے اٹھتے ہوئے قدم رک گئے اور میں ایک گھر سے آنے والی اس آواز کو غور سے سننے لگا۔

میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ ان الفاظ میں اپنے رب ﷻ کی بارگاہ میں مناجات کر رہا تھا، ”اے اللہ ﷻ! تو ہی میرا مالک ہے! تو ہی میرا آقا ہے! تیرے اس مسکین بندے نے تیری مخالفت کی بناء پر سیاہ کاریوں اور بدکاریوں کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ نفس کی خواہشات نے مجھے اندھا کر دیا تھا اور شیطان نے مجھے غلط راہ پر ڈال دیا تھا جس کی وجہ سے میں گناہوں کی دلدل میں پھنس گیا، اے اللہ! اب تیرے غضب اور عذاب سے کون مجھے بچائے گا؟“

(یہ سن کر) میں نے باہر کھڑے کھڑے یہ آیت کریمہ پڑھی،

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ“

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سخت کڑے (یعنی طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۸، التحریم ۶﴾

جب اس نے یہ آیت سنی تو اس کے غم کی شدت میں اور اضافہ ہو گیا اور وہ شدت کرب سے چیخنے لگا اور میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت میں دوبارہ اس گھر کے قریب سے گزرا تو دیکھا کہ ایک میت موجود ہے اور لوگ اس کے کفن و دفن کے انتظام میں مصروف ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ ”یہ مرنے والا کون تھا؟“ تو انہوں نے جواب دیا کہ، ”مرنے والا ایک نوجوان تھا جو ساری رات خوفِ خدا کے سبب روتا رہا اور سحری کے وقت انتقال کر گیا۔“

﴿تعب الطیسان: باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱، ص ۵۳۰، رقم الحدیث ۹۳۷﴾

کمر جھک جانے کا سبب:

حضرت سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کی کمر جوانی ہی میں جھک گئی تھی۔ لوگوں نے کئی مرتبہ اس کی وجہ جاننے کی کوشش کی لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کا ایک شاگرد کافی عرصہ تک کسی موقع کی تلاش میں رہا کہ وہ آپ سے اس کا سبب دریافت کر سکے۔ آخر ایک دن اس نے موقع پا کر آپ سے اس بارے میں پوچھ ہی لیا، آپ نے پہلے تو حسب سابق کوئی جواب نہ دیا لیکن پھر اس کے مسلسل اصرار پر فرمایا، ”میرے ایک استاذ جن کا شمار بڑے علماء میں ہوتا تھا اور میں نے ان سے کئی علوم و فنون سیکھے تھے، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھ سے فرمانے لگے، ”اے سفیان! کیا تو جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ میں پچاس سال تک مخلوقِ خدا کو رب تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتا رہا، لیکن افسوس! آج جب میری زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے تو اللہ ﷻ نے مجھے اپنی بارگاہ سے یہ فرما کر نکال دیا

ہے کہ تو میری بارگاہ میں آنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔“

اپنے استاذ کی یہ بات سن کر بوجھ عبرت سے میری کمر ٹوٹ گئی، جس کے ٹوٹنے کی آواز وہاں موجود لوگوں نے بھی سنی۔ میں اپنے رب ﷻ کے خوف سے آنسو بہاتا رہا، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میرے پیشاب میں بھی خون آنے لگا اور میں بیمار ہو گیا۔ جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں ایک نصرانی حکیم کے پاس گیا۔ پہلے پہل تو اسے میری بیماری کا پتہ نہ چل سکا پھر اس نے غور سے میرے چہرے کا جائزہ لیا اور میری نبض دیکھی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا، ”میرا خیال ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں اس جیسا نوجوان کہیں نہ ہوگا کہ اس کا جگر خوفِ الہی کی وجہ سے پھٹ چکا ہے۔“

﴿حکایات الصالحین ص ۴۶﴾

آہ! میرا کیا بنے گا؟

منقول ہے کہ حضرت سیدنا حسن بصریؒ چالیس برس تک نہیں بنے۔ جب ان کو بیٹھے ہوئے دیکھا جاتا تو یوں معلوم ہوتا گویا ایک قیدی ہیں جسے گردن اڑانے کے لئے لایا گیا ہو، اور جب گفتگو فرماتے تو انداز ایسا ہوتا گویا آخرت کو آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر بتا رہے ہیں، اور جب خاموش رہتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا ان کی آنکھوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔ جب ان سے اس قدر غمگین و خوف زدہ رہنے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، ”مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے بعض ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر مجھ پر غضب فرمایا اور یہ فرما دیا کہ جاؤ! میں تمہیں نہیں بخشا۔ تو میرا کیا بنے گا؟“

﴿احیاء العلوم، کتاب الغوف والرجاء ج ۴، ص ۳۳۱﴾

ہر خطا تو درگزر کر بے کس و مجبور کی

یا الہی ﷻ مغفرت کر بے کس و مجبور کی

نامہ بدکار میں حسنِ عمل کوئی نہیں

لاج رکھنا روزِ محشر بے کس و مجبور کی

خون کے آنسو:

حضرت سیدنا فتح موصلیؒ جو کہ بہت متقی و پرہیزگار تھے، ان کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو ایک فلس (یعنی پرانے زمانے کا ایک سکہ) راہِ خدا میں خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ اپنے مصلیٰ پر بیٹھے خوفِ خدا کے سبب آنسو بہا رہے تھے، کہ آپ کا ایک عزیز شاگرد حاضر خدمت ہوا۔ اس نے دیکھا کہ آپ نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا رکھا ہے اور آپ کی انگلیاں سرخ آنسوؤں سے تر ہیں۔

اس نے آپ کو رب تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ، ”آپ کب سے خون کے آنسو رو رہے ہیں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”اگر تو نے خدا ﷻ کا واسطہ نہ دیا ہوتا تو میں کبھی نہ بتاتا، (پھر فرمایا) سنو! میں ساٹھ سال سے خون کے آنسو رو رہا ہوں، میرے بچپن ہی میں آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ ساتھ خون بھی نکل آتا تھا۔“

پھر جب آپ کا وصال ہو گیا تو کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، ”مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ“ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا۔“ آپ نے جواب دیا، ”میرے رب نے مجھ سے اپنی شان کے لائق سلوک فرمایا، اس نے مجھے عرش کے سائے میں کھڑا کر کے پوچھا، ”اے میرے بندے! تو اس قدر کیوں رویا کرتا تھا؟“ تو میں نے عرض کی، ”اے اللہ ﷻ! محض تیرے خوف اور اپنی خطاؤں پر ندامت کے سبب۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ”چالیس سال سے روزانہ تیرا نامہ اعمال میرے سامنے پیش ہوتا ہے لیکن اس میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔“

﴿حکایات الصالحین ص ۴۷﴾

www.dawateislami.net

مٹی ہو جانا پسند کروں گا:

حضرت سیدنا عبداللہ مطرفؒ فرماتے ہیں کہ، ”اگر کوئی مجھے رب تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار دے کہ یا تو میں اپنا دوزخی یا جنتی ہونا جان لوں، یا پھر مٹی میں مل کر خاک ہو جاؤں تو میں وہیں مٹی ہو جانا پسند کروں گا۔“ ﴿تعمد الایمان ج ۱ ص ۵۲، رقم الحدیث ۹۱۲﴾

نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں کا؟

حضرت سیدنا مالک بن دینارؒ ایک مرتبہ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ لوگ ایک مردے کو دفن کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ بھی ان کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے اور قبر کے اندر جھانک کر دیکھنے لگے۔ اچانک آپ نے رونا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ غش کھا کر زمین

پر گر پڑے۔ لوگ مردے کو دفن کرنے کے بعد آپ کو چار پائی پر ڈال کر گھر لے آئے۔

کچھ دیر بعد حالت سنبھلی اور آپ ہوش میں آئے تو لوگوں سے فرمایا: ”اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے پاگل سمجھیں گے اور گلی کے بچے میرے پیچھے شور مچائیں گے تو میں پھٹے پرانے کپڑے پہنتا، سر میں خاک ڈالتا اور بستی بستی گھوم کر لوگوں سے کہتا، ”اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو۔“ اور لوگ میری یہ حالت دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتے۔“

پھر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنے شاگردوں کو یہ وصیت فرمائی کہ ”میں نے تمہیں جو کچھ سکھایا، اس کا حق ادا کرنا، اور جب میں مر جاؤں تو میری پیشانی پر (بغیر روشنائی کے) یہ لکھوا دینا، ”یہ مالک بن دینا رہے جو اپنے آقا کا بھاگنا ہوا غلام ہے۔“ پھر مجھے قبرستان لے جانے کے لئے چار پائی پر مت ڈالنا بلکہ میری گردن میں رسی ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر اس طرح لے جانا جیسے کسی بھاگے ہوئے غلام کو باندھ کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے اُس کے آقا کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن جب مجھے قبر سے اٹھایا جائے تو تین چیزوں پر غور کرنا، پہلی چیز کہ اس دن میرا چہرہ سیاہ ہوتا ہے یا سفید، دوسری چیز کہ جب اعمال نامے تقسیم کئے جارہے ہوں تو مجھے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں میں، تیسری چیز یہ کہ جب میں میزانِ عدل کے پاس کھڑا کیا جاؤں تو میری نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں کا؟“

یہ کہہ کر آپ زار و قطار رونے لگے اور کافی دیر آنسو بہانے کے بعد ارشاد فرمایا، ”کاش! میری ماں نے مجھے نہ جتا ہوتا کہ مجھے قیامت کی ہولناکیوں اور ہلاکتوں کی خبر ہی نہ ہوتی اور نہ ہی مجھے ان کا سامنا کرنا پڑتا۔“ پھر جب رات کا وقت ہوا تو آپ کی حالت غیر ہونے لگی، اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ ”مالک بن دینا“ قیامت کی ہولناکیوں اور دہشتوں سے امن پا گیا۔“ آپ کے ایک شاگرد نے یہ آواز سنی تو دوڑ کر آپ کے پاس پہنچا، اس نے دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری تھی اور آپ انگشتِ شہادت آسمان کی طرف بلند کر کے کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے، آپ نے آخری

مرتبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہا اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ ﴿مکملات الصالحین ص ۴۸﴾

روزانہ کا ایک گناہ بھی ہو تو؟

پچھلی امتوں میں سے ایک بزرگ جن کا نام زید بن صمت (علیہ الرحمۃ) تھا، ایک دن اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے، ”میرے دوستو! آج جب میں نے اپنی عمر کا حساب لگایا تو میری عمر ساٹھ سال بنتی ہے اور ان سالوں کے دن بنائے جائیں تو اکیس ہزار چھ سو بنتے ہیں۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر ہر روز میں نے ایک گناہ بھی کیا ہو تو قیامت کے دن مجھے نہایت مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا کہ میں تو کسی ایک گناہ کا بھی حساب نہ دے پاؤں گا۔“ یہ کہنے کے بعد انہوں نے سر سے عمامہ اتارا اور زار و قطار رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد انہیں آفاقہ ہوا تو پھر رونے لگے اور اتنی شدت سے گریہ و زاری کی کہ ان کی روح قفسِ حضری سے پرواز کر گئی۔ ﴿مکملات الصالحین ص ۴۹﴾

چالیس سال تک آسمان کی طرف نہ دیکھا:

حضرت سیدنا عطاء سلمیٰ رحمہ اللہ جنہوں نے خوفِ خدا کی وجہ سے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی نے انہیں مسکراتے ہوئے دیکھا، ان کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ رونا شروع کرتے تو تین دن اور تین رات مسلسل روتے رہتے۔ اسی طرح جب کبھی آسمان پر بادل ظاہر ہوتے اور بجلی کڑکتی تو آپ کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی، بدن کا غمنا شروع ہو جاتا، آپ بے تاب ہو کر کبھی بیٹھ جایا کرتے اور کبھی کھڑے ہو جاتے اور ساتھ ہی روتے ہوئے کہتے، ”شاید میری لغزشوں اور گناہوں کی وجہ سے اہل زمین کو کسی مصیبت میں مبتلا کیا جانے والا ہے، جب میں مر جاؤں گا تو لوگوں کو بھی سکون حاصل ہو جائے گا۔“

اس کے علاوہ آپ روزانہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرماتے، ”اے نفس! تو اپنی حد میں رہ اور یاد رکھ تجھے قبر میں بھی جانا ہے، پہل صراط سے بھی گزرنا ہے، دشمن (یعنی آنکڑے) تیرے ارد گرد موجود ہوں گے جو تجھے دائیں بائیں کھینچیں گے، اس وقت قاضی، رب تعالیٰ کی ذات ہوگی اور جیل، جہنم ہوگی جبکہ اس کا داروغہ سیدنا مالک علیہ السلام ہوں گے۔ اس دن کا قاضی نا انصافی کی طرف مائل نہیں ہوگا اور نہ داروغہ کوئی رشوت قبول کرے گا (معاذ اللہ) اور نہ ہی جیل توڑنا ممکن ہوگا کہ تو وہاں سے فرار ہو سکے، قیامت کے دن تیرے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اس کا بھی علم نہیں کہ فرشتے مجھے کہاں لے جائیں گے، عزت و آرام کے مقامِ جنت میں یا حسرت اور تنگی کی جگہ جہنم میں؟.....“ اس دوران آپ کی چشمانِ مبارک سے آنسو بھی بہتے رہتے۔

جب آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت صالح مری رحمہ اللہ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، ”مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ“ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟“ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ”رب تعالیٰ نے مجھے ابدی عزت عطا کی ہے اور بہت سے نعمتوں سے نوازا ہے۔“ یہ سن کر حضرت صالح مری رحمہ اللہ نے کہا، ”آپ دنیا میں تو بڑے غم زدہ اور پریشان رہا کرتے تھے اور ہر وقت روتے رہتے تھے، بتائیے! اب کیا حال ہے؟“ تو آپ

نے جواب دیا، ”اب تو اللہ ﷻ کے فضل سے بہت خوش ہوں اور مسکراتا رہتا ہوں، میرے رب ﷻ نے مجھ سے فرمایا، ”اے نیک بندے! تو اس قدر گریہ وزاری کیوں کیا کرتا تھا؟“ میں نے عرض کی، ”اے اللہ ﷻ! صرف اور صرف تیرے خوف کی وجہ سے۔“ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ”میرے بندے! کیا تجھے علم نہ تھا کہ میں بڑا غفور اور مہربان ہوں۔“ (اور میری بخشش فرمادی) ﴿حکایات الصالحین ص ۵۰﴾

قیامت کا امتحان:

مروی ہے کہ ایک شخص کا چھوٹا بچہ اس کے ساتھ بستر پر سویا کرتا تھا۔ ایک رات وہ بچہ بہت بے چین ہوا اور سویا نہیں۔ اس کے باپ نے پوچھا، ”پیارے بیٹے! کیا کہیں تکلیف ہے؟“ تو بچے نے عرض کی، ”ابا جان! نہیں، لیکن کل جمعرات ہے جس میں پورے ہفتے کے دوران پڑھائے جانے والے اسباق کا امتحان ہوتا ہے، اور مجھے یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر میں نے سبق صحیح نہ سنایا تو استاذ صاحب مجھ سے ناراض ہوں گے اور سزا دیں گے۔“ یہ سن کر اس شخص نے زور سے چیخ ماری اور اپنے سر پر مٹی ڈال کر رونے لگا اور کہنے لگا، ”مجھے اس بچے کی نسبت زیادہ خوفزدہ ہونا چاہئے کہ کل قیامت کے دن مجھے دنیا میں کئے گئے گناہوں کا حساب اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دینا ہے۔“

﴿ردۃ الناصحین المجلس الخامس والستون ص ۲۹۵﴾

دل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا

اے میرے اللہ ﷻ یہ کیا ہو گیا

کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے

اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا

﴿ذوقِ نعت﴾

جنتی حور کے تبسم کا نور:

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ کے شاگردوں نے آپ کے خوفِ خدا ﷻ، کثرتِ عبادت اور فکرِ آخرت کو دیکھ کر عرض کی، ”اے استاذ محترم! آپ اس سے کم درجے کی کوشش کے ذریعے بھی اپنی مراد پالیں گے، ان شاء اللہ ﷻ۔“ یہ سن کر آپ نے فرمایا، ”میں کیسے زیادہ کوشش نہ کروں جبکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل جنت اپنے مقام اور منازل میں موجود ہوں گے کہ اچانک ان پر نور کی ایک تجلی پڑے گی جس سے آٹھوں جنتیں جگمگا اٹھیں گی۔ جنتی گمان کریں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا نور ہے اور سجدے میں گر جائیں گے پھر انہیں نداء کی جائے گی، ”اے لوگو! اپنے سر کو اٹھاؤ، یہ وہ نہیں جس کا تمہیں گمان ہوا بلکہ یہ جنتی عورت کے اس تبسم کا نور ہے جو اس نے اپنے شوہر کے سامنے کیا ہے۔“ پھر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ اشعار پڑھے:

ماضر من کانت الفردوس مسکنه

تراہ یمشی کئیا خائفا وجلا

یأنفس مالک من صبر علی لہب

قد حان ان تقبلی من بعد ادبار

(یعنی)

☆ مشقت و تنگی برداشت کرنا اس کے لئے نقصان دہ نہیں، جس کا مسکن اور جائے قرار جنت الفردوس ہے۔

☆ ایسا شخص دنیا میں غم زدہ، خائف اور معاملاتِ آخرت سے ڈرتا رہتا ہے۔ عاجزی و مسکینی کا لباس زیب تن کئے اداۓ نماز کے لئے مسجد کی طرف اس کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔

☆ اے نفس! تجھ میں آتشِ دوزخ کے شعلے برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے اور برے اعمال کی وجہ سے قریب ہے کہ تجھے ذلیل و خوار ہونے کے

بعد وہ عذاب برداشت کرنا پڑے۔ ﴿منہاج العابدین ص ۱۵۲﴾

اظہار کس سے کروں؟

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمہ اللہ نماز کی نیت کرتے وقت بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے، ”اے مالک و مولا! تیری بارگاہ میں حاضری کے لئے کون

سے پاؤں لاؤں، کن آنکھوں سے قبلہ کی جانب نظر کروں، تعریف کے وہ کون سے لفظ ہیں جن سے تیری حمد کروں؟ لہذا! مجبوراً حیات کو ترک کر کے تیرے حضور حاضر ہو رہا ہوں۔“ پھر آپ نماز کی نیت باندھ لیتے۔ اکثر اللہ تعالیٰ سے یہ بھی عرض کرتے، ”آج مجھے جن مصائب کا سامنا ہے، وہ تیرے سامنے عرض کر دیتا ہوں، لیکن کل میدان محشر میں میری بد اعمالیوں کی وجہ سے جوازیت پہنچے گی، اس کا اظہار کس سے کروں؟ لہذا! اے رب العالمین! مجھے عذاب کی ندامت سے چھٹکارا عطا فرمادے۔“ ﴿تذکرۃ الاولیاء ص ۱۱۹﴾

میں مجرموں میں سے ہوں:

حضرت سیدنا مسور بن محزمہ ؓ شدتِ خوف کی وجہ سے قرآن پاک میں کچھ سنے پر قادر نہ تھے، یہاں تک کہ ان کے سامنے ایک حرف یا کوئی آیت پڑھی جاتی تو چیخ مارتے اور بے ہوش ہو جاتے، پھر کئی دن تک ان کو ہوش نہ آتا۔ ایک دن قبیلہ حشم کا ایک شخص ان کے سامنے آیا اور اس نے یہ آیت پڑھی،

”يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا. وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وَرْدًا“

ترجمہ کنز الایمان: جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر، اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیا سے۔

﴿پ ۱۶، مریم ۸۵، ۸۶﴾

یہ سن کر آپ نے فرمایا، ”آہ! میں مجرموں میں سے ہوں اور متقی لوگوں میں سے نہیں ہوں، اے قاری! دوبارہ پڑھو۔“ اس نے پھر پڑھا تو آپ نے ایک نعرہ مارا اور آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ﴿احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۳۶﴾

چار ماہ بیمار رہے:

حضرت سیدنا یحییٰ بکا، (یعنی بہت رونے والے) ؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی،

”وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ“

﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۷، الانعام ۳۰﴾

تو یہ آیت سن کر ان کی چیخ نکل گئی اور وہ چار ماہ تک بیمار رہے حتیٰ کہ بھرہ کے اطراف کے لوگ آپ کی عیادت کو آتے رہے۔

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۶﴾

سر پر ہاتھ رکھ کر پکارتے تھے:

حضرت مالک بن دینار ؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک عبادت گزار کنیز کو دیکھا جو کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکی ہوئی تھی اور کہہ رہی تھی، ”کتنی ہی خواہشات ہیں جن کی لذت چلی گئی اور سزا باقی ہے، اے میرے رب! کیا تیرے ہاں جہنم کے سوا کوئی اور عذاب نہیں ہے۔“ یہ کہہ کر وہ مسلسل روتی رہی حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ جب میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر چلا اٹھا، ”مالک پر اس کی ماں روئے۔ (یعنی ہمارا کیا بنے گا؟)“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۶﴾

تجہ سے حیات آتی ہے:

منقول ہے کہ یوم عرفہ میں لوگ دعا مانگنے میں مصروف تھے اور حضرت فضیل ؓ بھی گمشدہ بچے کی دل جلی ماں کی طرح رو رہے تھے۔ جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوا تو آپ نے اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا، ”اگر تو مجھے بخش بھی دے تو پھر بھی مجھے تجھ سے بہت حیات آتی ہے۔“ پھر لوگوں کے ہمراہ واپس ہوئے۔ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۶﴾

منستے ہوئے نہیں دیکھا:

حضرت سیدنا حسن بھری ؓ ایک جوان کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے درمیان بیٹھا ہنسنے میں مشغول تھا۔ آپ نے فرمایا، ”اے نوجوان! کیا تو ملی صراط پار کر چکا ہے؟“ اس نے عرض کی، ”نہیں۔“ فرمایا، ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں؟“ اس نے کہا، ”جی نہیں۔“ تو آپ نے پوچھا، ”پھر یہ ہنسی کیسی ہے؟“ اس کے بعد اس نوجوان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۳۷﴾

کیا جہنم سے نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے :

حضرت ابن میسرہؒ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے، ”کاش! میری ماں مجھے نہ جلتی۔“ ان کی والدہ نے ایک مرتبہ فرمایا، ”اے میسرہ! کیا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اچھا سلوک نہیں کیا کہ تجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی؟“ انہوں نے عرض کی، ”جی ہاں! یہ ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ ہم جہنم میں جائیں گے (یعنی پہلے صراط سے گزریں گے) لیکن یہ نہیں فرمایا کہ اس سے نکلنے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔“

﴿احیاء العلوم • کتاب الخوف والرجاء ج ۶ ص ۳۳۸﴾

گناہ یاد آگیا :

حضرت سیدنا عطاءؒ فرماتے ہیں کہ ہم چند لوگ ایک مرتبہ باہر نکلے۔ ہم میں بوڑھے بھی تھے اور نوجوان بھی جو فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے تھے حتیٰ کہ طویل قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں سوج گئے تھے اور آنکھیں اندر کودھنس چکی تھیں، ان کی جلد کا چمڑا ہڈیوں سے مل گیا تھا اور رگیں باریک تاروں کی مثل معلوم ہوتی تھیں۔ ان کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ گویا ان کی جلد تربوز کا چھلکا ہو اور وہ قبروں سے نکل کر آرہے ہوں۔ ہمارے درمیان یہ گفتگو چل رہی تھی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اطاعت گزار لوگوں کو عزت بخشی اور نافرمان لوگوں کو ذلیل کیا، کہ اسی دوران ان میں سے ایک نوجوان بے ہوش ہو کر گر گیا اور اس کے دوست اس کے گرد بیٹھ کر رونے لگے۔ سخت سردی کے باوجود اس کے ماتھے پر پسینہ آیا ہوا تھا۔ پانی لا کر اس کے چہرے پر چھڑکا گیا تو اسے افاقہ ہوا۔ جب اس سے ماجرا پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ”مجھے یہ یاد آگیا تھا کہ میں نے اس جگہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔“

﴿احیاء العلوم • کتاب الخوف والرجاء ج ۶ ص ۳۳۹﴾

انتقال کر گئے :

حضرت سیدنا زرارہ بن ابی اونیؒ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے یہ آیت پڑھی،
”فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ ۚ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۚ“
 ترجمہ کنز الایمان: پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن کڑا (سخت) دن ہے۔ ﴿المدثر: ۸، ۹﴾ تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور انتقال کر گئے۔

﴿احیاء العلوم • کتاب الخوف والرجاء ج ۶ ص ۳۳۹﴾

تیریے کس رخسار کو کیڑوں نے کھایا ہوگا؟

حضرت سیدنا داؤدؒ نے ایک خاتون کو دیکھا جو اپنے بچے کی قبر کے سر ہانے رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی، ”اے میرے بیٹے! معلوم نہیں تیریے کس رخسار کو کیڑوں نے پہلے کھایا ہوگا؟“ یہ سن کر حضرت داؤدؒ نے ایک چیخ ماری اور اسی جگہ گر گئے۔

﴿احیاء العلوم • کتاب الخوف والرجاء ج ۶ ص ۳۳۹﴾

جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا؟

حضرت سیدنا سروق الاجوج تابعیؒ اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ ان کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر ان کے گھر والوں کو ان پر ترس آتا اور وہ رونے لگتے۔ ایک دن ان کی والدہ نے کہا، ”میرے بیٹے! تو اپنے کمزور جسم کا خیال کیوں نہیں کرتا؟ اس پر اتنی مشقت کیوں لادتا ہے؟ تجھے اس پر زرا رحم نہیں آتا؟ کچھ دیر کے لئے آرام کر لیا کرو، کیا اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ صرف تیرے لئے پیدا کی ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اس میں پھینکا نہیں جائے گا؟“ انہوں نے جواباً عرض کی، ”امی جان! انسان کو ہر حال میں مجاہدہ کرنا چاہئے کیونکہ قیامت کے دن دو ہی باتیں ہوں گی، یا تو مجھے بخش دیا جائے گا یا پھر میری پکڑ ہو جائے گی، اگر میری مغفرت ہو گئی تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہوگی اور اگر میں پکڑا گیا تو یہ اس کا عدل ہوگا، لہذا اب میں آرام نہیں کروں گا اور اپنے نفس کو مارنے کی پوری کوشش کرتا رہوں گا۔“

جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے گریہ وزاری شروع کر دی۔ لوگوں نے پوچھا، ”آپ نے تو ساری عمر مجاہدوں اور ریاضتوں میں گزاری ہے، اب کیوں رو رہے ہیں؟“ تو آپ نے فرمایا، ”مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیے کہ میں ستر سال تک جس دروازے کو کھٹکھٹاتا رہا، آج اسے کھول دیا جائے گا لیکن یہ نہیں معلوم کہ جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا..... کاش! میری ماں نے مجھے جہنم نہ دیا ہوتا اور مجھے یہ مشقت نہ دیکھنا

پڑتی۔“ ﴿حکایات الصالحین ص ۳۶﴾

اپنے رب تعالیٰ کو راضی کر لو:

مروی ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ جب رات ہوتی اور سب لوگ سو جاتے تو اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتیں: ”اے رابعہ (ہو سکتا ہے کہ) یہ تیری زندگی کی آخری رات ہو، ہو سکتا ہے کہ تجھے کل کا سورج دیکھنا نصیب نہ ہو چنانچہ اٹھ اور اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کر لے تاکہ کل قیامت میں تجھے ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے، ہمت کر، سونا مت، جاگ کر اپنے رب کی عبادت کر.....“

یہ کہنے کے بعد آپ اٹھ کھڑی ہوتیں اور صبح تک نوافل ادا کرتی رہتیں۔ جب فجر کی نماز ادا کر لیتیں تو اپنے آپ کو دوبارہ مخاطب کر کے فرماتیں: ”اے میرے نفس! تمہیں مبارک ہو کہ گزشتہ رات تو نے بڑی مشقت اٹھائی لیکن یاد رکھ کہ یہ دن تیری زندگی کا آخری دن ہو سکتا ہے۔“ یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو جاتیں اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھ کر گھر میں ٹھلنا شروع کر دیتیں اور ساتھ ساتھ خود سے فرماتی جاتیں: ”رابعہ! یہ بھی کوئی نیند ہے، اس کا کیا لطف؟ اسے چھوڑ دو اور قبر میں مزے سے لمبی مدت کے لئے سوئی رہنا، آج تو تجھے زیادہ نیند نہیں آئی لیکن آنے والی رات میں نیند خوب آئے گی، ہمت کرو اور اپنے رب کو راضی کر لو۔“

اس طرح کرتے کرتے آپ نے پچاس سال گزار دیئے کہ آپ نہ تو کبھی بستر پر دراز ہوئیں اور نہ ہی کبھی تکیہ پر سر رکھا یہاں تک کہ آپ انتقال کر گئیں۔

﴿حکایات الصالحین ص ۳۹﴾

گارا بنانے والا مزدور:

ایک نیک شخص کے گھر کی دیوار چانگ گر گئی۔ اسے بڑی پریشانی لاحق ہوئی اور وہ اسے دوبارہ بنوانے کے لئے کسی مزدور کی تلاش میں گھر سے نکلا اور چوراہے پر جا پہنچا۔ وہاں اس نے مختلف مزدوروں کو دیکھا جو کام کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ان میں ایک نوجوان بھی تھا جو سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا، اس کے ایک ہاتھ میں تھیلا اور دوسرے ہاتھ میں تیشہ تھا۔

اس شخص کا کہنا ہے کہ: ”میں نے اس نوجوان سے پوچھا: ”کیا تم مزدوری کرو گے؟“ نوجوان نے جواب دیا: ”ہاں!“ میں نے کہا: ”گارے کا کام کرنا ہوگا۔“ نوجوان کہنے لگا: ”ٹھیک ہے! لیکن میری تین شرطیں ہیں اگر تمہیں منظور ہوں تو میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں، پہلی شرط یہ ہے کہ تم میری مزدوری پوری ادا کرو گے، دوسری شرط یہ ہے کہ مجھے سے میری طاقت اور صحت کے مطابق کام لو گے اور تیسری شرط یہ ہے کہ نماز کے وقت مجھے نماز ادا کرنے سے نہیں روکو گے۔“ میں نے یہ تینوں شرطیں قبول کر لیں اور اسے ساتھ لے کر گھر آ گیا، جہاں میں نے اسے کام بتایا اور کسی ضروری کام سے باہر چلا گیا۔ جب میں شام کے وقت واپس آیا تو دیکھا کہ اس نے عام مزدوروں سے دو گنا کام کیا تھا۔ میں نے بخوشی اس کی اجرت ادا کی اور وہ چلا گیا۔

دوسرے دن میں اس نوجوان کی تلاش میں دوبارہ اس چوراہے پر گیا لیکن وہ مجھے نظر نہیں آیا۔ میں نے دوسرے مزدوروں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دن مزدوری کرتا ہے۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ وہ عام مزدور نہیں بلکہ کوئی بڑا آدمی ہے۔ میں نے ان سے اس کا پتہ معلوم کیا اور اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ نوجوان زمین پر لیٹا ہوا تھا اور اسے سخت بخار تھا۔ میں نے اس سے کہا: ”میرے بھائی! تو یہاں اجنبی ہے، تنہا ہے اور پھر بیمار بھی ہے، اگر پسند کرو تو میرے ساتھ میرے گھر چلو اور مجھے اپنی خدمت کا موقع دو۔“ اس نے انکار کر دیا لیکن میرے مسلسل اصرار پر مان گیا لیکن ایک شرط رکھی کہ وہ مجھ سے کھانے کی کوئی شے نہیں لے گا، میں نے اس کی یہ شرط منظور کر لی اور اسے اپنے گھر لے آیا۔

وہ تین دن میرے گھر قیام پذیر رہا لیکن اس نے نہ تو کسی چیز کا مطالبہ کیا اور نہ ہی کوئی چیز لے کر کھائی۔ چوتھے روز اس کے بخار میں شدت آ گئی تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا: ”میرے بھائی! لگتا ہے کہ اب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے لہذا جب میں مرجاؤں تو میری اس وصیت پر عمل کرنا کہ: ”جب میری روح جسم سے نکل جائے تو میرے گلے میں رسی ڈالنا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانا اور اپنے گھر کے ارد گرد چکر لگوانا اور یہ صدا دینا کہ لوگو! دیکھ لو اپنے رب تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔“ شاید اس طرح میرا رب ﷻ مجھے معاف کر دے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو تو مجھے انہی کپڑوں میں دفن کر دینا پھر بغداد میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس جانا اور یہ قرآن مجید اور انگوٹھی انہیں دینا اور میرا یہ پیغام بھی دینا کہ: ”اللہ ﷻ سے ڈرو! کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت اور نشے کی حالت میں موت آ جائے اور بعد میں پچھتا نا پڑے، لیکن پھر اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔“ وہ نوجوان مجھے یہ وصیت کرنے کے بعد انتقال کر گیا۔ میں اس کی موت کے بعد کافی دیر تک آنسو بہاتا رہا اور غمزدہ رہا۔ پھر (نہ چاہتے ہوئے بھی) میں نے اس کی وصیت پوری کرنے کے لئے ایک رسی لی اور اس کی گردن میں ڈالنے کا قصد کیا تو کمرے کے ایک کونے سے ندا آئی کہ: ”اس کے گلے میں رسی مت ڈالنا، کیا اللہ ﷻ کے اولیاء سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے؟“ یہ آواز سن کر میرے بدن پر کچکی طاری ہو گئی۔ یہ سننے کے بعد میں نے اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور اس کے کفن و دفن کا انتظام کرنے چلا گیا۔

اس کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد میں اس کا قرآن پاک اور انگٹھی لے کر خلیفہ کے محل کی جانب روانہ ہو گیا۔ وہاں جا کر میں نے اس نوجوان کا واقعہ ایک کاغذ پر لکھا اور محل کے داروغہ سے اس سلسلے میں بات کرنا چاہی تو اس نے مجھے جھڑک دیا اور اندر جانے کی اجازت دینے کی بجائے اپنے پاس بٹھالیا۔ آخر کار خلیفہ نے مجھے اپنے دربار میں طلب کیا اور کہنے لگا: ”کیا میں اتنا ظالم ہوں کہ مجھ سے براہ راست بات کرنے کی بجائے رقعے کا سہارا لیا؟“ میں نے عرض کی: ”اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے، میں کسی ظلم کی فریاد لے کر نہیں آیا بلکہ ایک پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں۔“ خلیفہ نے اس پیغام کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے وہ قرآن مجید اور انگٹھی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ خلیفہ نے ان چیزوں کو دیکھتے ہی کہا: ”یہ چیزیں تجھے کس نے دی ہیں؟“ میں نے عرض کی: ”ایک گارابٹانے والے مزدور نے.....“ خلیفہ نے ان الفاظ کو تین بار دہرایا: ”گارابٹانے والا، گارابٹانے والا، گارابٹانے والا.....“ اور رو پڑا۔ کافی دیر رونے کے بعد مجھ سے پوچھا: ”وہ گارابٹانے والا اب کہاں ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”وہ مزدور فوت ہو چکا ہے۔“ یہ سن کر خلیفہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور عسرتک بے ہوش رہا۔ میں اس دوران حیران و پریشان وہیں موجود رہا۔ پھر جب خلیفہ کو کچھ افاقہ ہوا تو مجھ سے دریافت کیا: ”اس کی وفات کے وقت تم اس کے پاس تھے؟“ میں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کہنے لگا: ”اس نے تجھے کوئی وصیت بھی کی تھی؟“ میں نے اسے نوجوان کی وصیت بتائی اور وہ پیغام بھی دے دیا جو اس نوجوان نے خلیفہ کے لئے چھوڑا تھا۔

جب خلیفہ نے یہ ساری باتیں سنیں تو مزید غمگین ہو گیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار دیا، اپنے کپڑے چاک کر ڈالے اور کہنے لگا: ”اے مجھے نصیحت کرنے والے! اے میرے زاہد و پارسا! اے میرے شفیق!.....“ اس طرح کے بہت سے القابات خلیفہ نے اس مرنے والے نوجوان کو دیئے اور مسلسل آنسو بھی بہاتا رہا۔ یہ سارا معاملہ دیکھ کر میری حیرانی اور پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا کہ خلیفہ ایک عام سے مزدور کے لئے اس قدر غم زدہ کیوں ہے؟ جب رات ہوئی تو خلیفہ نے مجھ سے اس کی قبر پر لے جانے کی خواہش ظاہر کی تو میں اس کے ساتھ ہولیا۔ خلیفہ چادر میں منہ چھپائے میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ جب ہم قبرستان میں پہنچے تو میں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا: ”عالی جاہ! یہ اس نوجوان کی قبر ہے۔“

خلیفہ اس کی قبر سے لپٹ کر رونے لگا۔ پھر کچھ دیر رونے کے بعد اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور مجھ سے کہنے لگا: ”یہ نوجوان میرا بیٹا تھا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے جگر کا ٹکڑا تھا، ایک دن یہ رقص و سرور کی محفل میں گم تھا کہ مکتب میں کسی بچے نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی،

”اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ“

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۷، الحدید ۱۶) جب اس نے یہ آیت سنی تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے تھر تھرا کھڑے ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور یہ پکار پکار کر کہنے لگا: ”کیوں نہیں؟ کیوں نہیں؟“ اور یہ کہتے ہوئے محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس دن سے ہمیں اس کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی یہاں تک کہ آج تم نے اس کی وفات کی خبر دی۔“ ﴿محکمات الصالحین ص ۶۷﴾

مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں:

حضرت علقمہ بن اسودؓ فرماتے ہیں کہ میں سپردنا عامر بن قیسؓ سے زیادہ خشوع و خضوع اور انہماک کے ساتھ نماز ادا کرنے والا کوئی نہ پایا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ شیطان ملعون ایک بہت بڑے اثر دھمے کی صورت اختیار کر کے مسجد میں گھس جاتا اور لوگ اس کے خوف سے ادھر ادھر دوڑنے لگتے بلکہ بعض تو مسجد ہی سے نکل بھاگتے۔ لیکن وہی سانپ جب حضرت عامر بن قیسؓ کی قمیض میں داخل ہوتا اور اپنا منہ گریبان سے باہر نکالتا تو آپ اس کی مطلقاً پرواہ نہ کرتے اور اسی طرح خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے میں مصروف رہتے۔ ایک دن لوگوں نے آپ سے پوچھا: ”حضور! کیا آپ کو اتنے بڑے سانپ سے خوف نہیں آتا؟“ آپ نے جواب دیا: ”مجھے اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں آتا۔“ سچ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ اور کسی سے نہیں ڈرتے اور جو رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ ہر ایک سے ڈرتا ہے۔ ﴿محکمات الصالحین ص ۱۰۴﴾

www.dawateislami.net

اپنے خوف کے سبب بخش دیا:

ایک شخص کسی عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ جب وہ عورت کسی کام سے قافلے کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی تو یہ آدمی بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ جب جنگل میں پہنچ کر سب لوگ سو گئے تو اس آدمی نے اس عورت سے اپنا حال دل بیان کیا۔ عورت نے اس سے پوچھا: ”کیا سب لوگ سو گئے ہیں؟“ یہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ شاید یہ عورت بھی میری طرف مائل ہوگئی ہے چنانچہ وہ اٹھا اور قافلے کے گرد گھوم کر جائزہ لیا تو سب لوگ سو رہے تھے۔ واپس آ کر اس نے عورت کو بتایا کہ: ”ہاں! سب لوگ سو گئے ہیں۔“ یہ سن کر وہ عورت کہنے لگی: ”اللہ تعالیٰ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو، کیا وہ بھی اس وقت سو رہا ہے؟“ مرد نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے، نہ اسے نیند آتی ہے اور نہ اسے اونگھ آتی ہے۔“ عورت نے کہا: ”جو نہ کبھی سویا اور نہ سوئے گا، اور وہ ہمیں بھی دیکھ رہا ہے اگرچہ لوگ نہیں دیکھ رہے تو ہمیں اس سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔“ یہ بات سن کر اس آدمی نے رب تعالیٰ کے خوف

کے سبب اس عورت کو چھوڑ دیا اور گناہ کے ارادے سے باز آ گیا۔

جب اس شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا، ”مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟“ یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو اس نے جواب دیا، ”اللہ تعالیٰ نے مجھے ترک گناہ اور اپنے خوف کے سبب بخش دیا۔“ ﴿مُكَانِفَةُ الْقُلُوبِ ص ۱۱﴾

تمام گناہوں کی مغفرت ہو گئی:

بنی اسرائیل میں ایک عیال دار شخص نہایت عبادت گزار تھا۔ اس پر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اپنے اہل و عیال سمیت فاقے میں مبتلا ہو گیا۔ ایک دن اس نے مجبور ہو کر اپنی بیوی کو بچوں کے لئے کچھ لانے کے لئے باہر بھیجا۔ اس کی بیوی ایک تاجر کے دروازے پر پہنچی اور اس سے سوال کیا تاکہ بچوں کو کھانا کھلائے۔ اس تاجر نے کہا، ”ٹھیک ہے میں تمہاری مدد کروں گا لیکن اس شرط پر کہ تم اپنا آپ میرے حوالے کر دو۔“ یہ جواب سن کر وہ عورت خاموشی سے گھر واپس آ گئی۔ گھر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ بچے بھوک کی شدت سے چلا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں، ”اے امی جان! ہم بھوک سے مرے جا رہے ہیں، ہمیں کھانے کو کچھ دیجئے۔“ بچوں کی یہ حالت دیکھ کر وہ مجبوراً دوبارہ اس تاجر کے پاس گئی اور اسے اپنی مجبوری بتائی۔ اس تاجر نے پوچھا، ”کیا تمہیں میرا مطالبہ منظور ہے؟“ اس عورت نے کہا، ”ہاں!“

جب وہ دونوں تنہائی میں پہنچے اور مرد نے اپنا مقصد پورا کرنا چاہا تو وہ عورت تھر تھر کاہنے لگی، قریب تھا کہ اس کے جسم کے جوڑ الگ ہو جائیں۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر تاجر نے دریافت کیا، ”یہ تجھے کیا ہوا؟“ عورت نے جواب دیا، ”مجھے اپنے رب تعالیٰ کا خوف ہے۔“ یہ سن کر تاجر نے کہا، ”تم فخر وفاقہ کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہو، مجھے تو اس سے بھی زیادہ ڈرنا چاہیے۔“ چنانچہ وہ گناہ کے ارادے سے باز آ گیا اور اس عورت کی ضرورت پوری کر دی۔ وہ عورت بہت سارا مال لے کر اپنے بچوں کے پاس آئی اور وہ خوش ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ”فلاں ابن فلاں کو بتادیں کہ میں نے اس کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ پیغام لے کر اس آدمی کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا، ”شاید تو نے کوئی ایسی نیکی کی ہے جو تجھے یا تیرے رب کو معلوم ہے۔“ اس شخص نے سارا واقعہ آپ کو بتا دیا تو آپ نے اسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گناہوں کی مغفرت کر دی ہے۔“ ﴿مُكَانِفَةُ الْقُلُوبِ ص ۱۱﴾

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا خوف:

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”ایک فاحشہ عورت کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ دنیا کا تنہائی حسن اس کے پاس ہے۔ وہ اپنا آپ کسی کو سوچنے کا معاوضہ سودینا لیتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک عابد کی نگاہ اس پر پڑ گئی، اور وہ اس کا قرب پانے کے لئے بے چین ہو کر سودینا جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔ جب مطلوبہ رقم پوری ہو گئی تو وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ ”تیرے حسن نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے، میں نے تجھے حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کی محنت سے یہ سودینا جمع کئے ہیں۔“ اس فاحشہ نے کہا ”یہ میرے وکیل کو دے دو، تاکہ وہ پرکھ لے۔“ جب وکیل نے دینار پرکھ لئے تو اس نے عابد کو اندر آنکی اجازت دے دی۔

جب وہ گناہ کے لئے فاحشہ کے نزدیک بیٹھا، تو اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کا خوف غالب آ گیا اور وہ تھر تھر کاہنے لگا اور اس کی شہوت جاتی رہی۔ اس نے فاحشہ سے کہا، ”مجھے چھوڑ دے میں واپس جانا چاہتا ہوں، اور یہ سودینا بھی تو ہی رکھ لے۔“ عورت نے کہا، ”یہ کیا؟ میں تجھے پسند آئی، تو نے اتنی محنت سے یہ دینار جمع کئے اور اب جبکہ تیری خواہش پوری ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی، تو واپس جانا چاہتا ہے؟“ عابد نے کہا، ”میں اپنے رب ﷻ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا ہوں، اس لئے میرا تمام عیش ہوا ہو گیا ہے۔“

وہ طوائف یہ بات سن کر بہت متاثر ہوئی، چنانچہ اس نے کہا کہ ”اگر واقعی یہ بات ہے تو میرا خاوند تیرے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“ عابد نے کہا ”مجھے چھوڑ دے، میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔“ عورت نے کہا، ”میں تجھے صرف اس شرط پر جانے دوں گی کہ تو مجھ سے شادی کر لے۔“ عابد نے کہا کہ ”جب تک میں یہاں سے نکل نہ جاؤں، یہ ممکن نہیں۔“ عورت نے کہا کہ ”ٹھیک ہے! لیکن اگر میں بعد میں تیرے پاس آؤں تو کیا تو مجھ سے شادی کر لے گا؟“ عابد نے کہا ”ٹھیک ہے۔“ پھر اس عابد نے منہ چھپایا اور اپنے شہر کو نکل کھڑا ہوا۔

اس عورت نے بھی توبہ کی اور اس عابد کے شہر میں پہنچ گئی، جب وہ پتہ معلوم کرتی ہوئی عابد کے سامنے پہنچی تو اسے دیکھ کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ عورت نے لوگوں سے پوچھا کہ ”اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟“ بتایا گیا کہ ”اس کا ایک بھائی ہے جو بہت غریب ہے۔“ عورت اس کے بھائی کے پاس پہنچی اور اس سے کہا کہ ”میں تیرے بھائی کی محبت کی بناء پر تجھ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔“ چنانچہ انھوں نے شادی کر لی۔ پھر اس عورت کے سات بیٹے ہوئے اور سب کے سب نیک و صالح بنے۔ ﴿کتاب التوابین ص ۷۴﴾

انگلیاں جلا ڈالیں:

بنی اسرائیل کا ایک عابد اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا۔ گمراہوں کا گروہ ایک طوائف کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ ”تم کسی نہ کسی طرح اس عابد کو بہکا دو۔“ چنانچہ وہ فاحشہ ایک اندھیری رات میں، جب کہ بارش برس رہی تھی، اس عابد کے پاس آئی اور اس کو پکارا۔ عابد نے جھانک کر دیکھا، تو عورت نے کہا کہ ”اے اللہ! کے بندے مجھے اپنے پاس پناہ دے۔“ لیکن عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ وہ طوائف اسے بارش اور اندھیری رات یاد دلا کر پناہ طلب کرتی رہی حتیٰ کہ عابد نے رحم کھا کر اسے اندر بلا لیا۔ وہ عابد سے کچھ فاصلے پر جا کر لیٹ گئی اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ عابد کا دل بھی اس کی طرف مائل ہو گیا۔

لیکن اسی لمحہ اللہ ﷻ کے خوف نے اس کے دل میں جوش مارا، عابد نے خود کو مخاطب کر کے کہا، ”واللہ! ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو دیکھ لے کہ آگ پر کتنا صبر کر سکتا ہے۔“ پھر وہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی ایک انگلی اس کے شعلے میں رکھ دی، حتیٰ کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گئی۔ پھر اس نے نماز کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کی لیکن اس کے نفس نے دوبارہ فاحشہ کی طرف بڑھنے کا مشورہ دیا۔ یہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی دوسری انگلی بھی جلا ڈالی، پھر اس کا نفس اسی طرح خواہش کرتا رہا اور وہ اپنی انگلیاں جلاتا رہا، حتیٰ کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں، عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی، چنانچہ خوف و دہشت کے باعث اس نے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ ﴿نہم السوٰی ص ۱۹۹﴾

بادل سایہ فگن ہو گیا:

حضرت شیخ ابو بکر بن عبد اللہ حزنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا۔ ایک دن وہ لونڈی کسی کام سے دوسرے گاؤں کو جا رہی تھی، قصاب نے موقع فینیت جان کر اس کا پیچھا کیا اور کچھ دور جا کر اسے پکڑ لیا۔ تب کنیز نے کہا کہ ”اے نوجوان! میرا دل بھی تیری طرف مائل ہے لیکن میں اپنے رب ﷻ سے ڈرتی ہوں۔“ جب اس قصاب نے یہ سنا تو بولا، ”جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو کیا میں اس ذات پاک سے نہ ڈروں؟“ یہ کہہ کر اس نے توبہ کر لی اور وہاں سے پلٹ پڑا۔ راستے میں پیاس کے مارے دم لبوں پر آ گیا۔ اتفاقاً اس کی ملاقات ایک شخص سے ہو گئی جو کہ کسی نبی کا قاصد تھا۔ اس مرد قاصد نے پوچھا، اے جوان کیا حال ہے؟“ قصاب نے جواب دیا، ”پیاس سے نڈھال ہوں۔“ قاصد نے کہا کہ ”آؤ ہم دونوں مل کر خدا سے دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ابر کے فرشتے کو بھیج دے اور وہ شہر پہنچنے تک ہم پر اپنا سایہ کئے رکھے۔“ نوجوان نے کہا کہ ”میں نے تو خدا کی کوئی قابل ذکر عبادت بھی نہیں کی ہے، میں کس طرح دعا کروں؟ تم دعا کرو میں آمین کہوں گا۔“ اس شخص نے دعا کی، بادل کا ایک ٹکڑا ان کے سروں پر سایہ فگن ہو گیا۔

جب یہ دونوں راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ بادل قصاب کے سر پر آ گیا اور قاصد دھوپ میں ہو گیا۔ قاصد نے کہا، ”اے جوان! تو نے تو کہا تھا کہ تو نے اللہ ﷻ کی کچھ بھی عبادت نہیں کی، پھر یہ بادل تیرے سر پر کس طرح سایہ فگن ہو گیا؟ تو مجھے اپنا حال سنا۔“ نوجوان نے کہا، ”اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن ایک کنیز سے خوف خدا کی بات سن کر میں نے توبہ ضرور کی تھی۔“ قاصد بولا، ”تو نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو مرتبہ درج تائب (توبہ کرنے والے) کا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں ہے۔“ ﴿کتاب التوابین ص ۷۵﴾

مجھے اپنے رب تعالیٰ کا خوف ہے:

کوفہ میں ایک خوبصورت نوجوان بہت زیادہ عبادت و ریاضت کیا کرتا تھا۔ ”منع“ علاقے کے کچھ لوگ اس کے پڑوس میں آ کر رہنے لگے۔ ایک دن اچانک اس کی نگاہ ان کی لڑکی پر پڑ گئی اور یہ دل و دماغ ہار بیٹھا اور وہ لڑکی بھی اس پر فریفتہ ہو گئی۔ اس نوجوان نے لڑکی کے باپ کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے بتایا کہ اس لڑکی کی منگنی اپنے چچا زاد کے ساتھ ہو چکی ہے۔ اس انکار کے باوجود یہ دونوں بے حد بے چین رہنے لگے۔ آخر کار لڑکی نے اس نوجوان کو کسی قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھیجوا دیا کہ، ”مجھے تمہاری حالت کا اندازہ ہے اور خود میری حالت بھی تم سے مختلف نہیں ہے، اب یا تو تم میرے پاس چلے آؤ یا پھر میں تمہارے پاس آ جاؤں؟“ اس نوجوان نے پیغام لانے والے کو جواب دیا کہ، ”یہ دونوں باتیں ممکن نہیں، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں اپنے رب کی نافرمانی کر کے بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت) کے دن عذاب میں مبتلا ہو جاؤں، اور میں اُس آگ سے ڈرتا ہوں جس کے شعلے کبھی ٹھنڈے نہیں پڑتے۔“ جب قاصد نے جا کر یہ ساری بات اس لڑکی کو بتائی تو وہ کہنے لگی، ”اتنی شدت سے چاہنے کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور وہ ڈرنے کا حق دار بھی ہے اور بندے اس معاملے میں برابر ہیں۔“ پھر وہ لڑکی بھی دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئی

یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ ﴿کتاب التوابین ص ۲۶۷﴾

بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت:

ایک شخص جسے دینار ”عیار“ کہا جاتا تھا، اس کی ماں اسے بری حرکتوں سے منع کرتی لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ ایک دن اس کا گزر ایک قبرستان سے ہوا جہاں بہت سی بوسیدہ ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہڈی اٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں بکھر گئی۔ یہ دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا اور خود سے کہنے لگا، ”تیری ہلاکت ہوا ایک دن تو بھی ان میں شامل ہو جائے گا اور تیری ہڈیاں بھی اسی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی جبکہ جسم مٹی میں مل جائے گا، اس کے باوجود تو گناہوں میں مشغول ہے؟“ اس کے بعد اس نے توبہ کی اور کہنے لگا، ”اے میرے رب! میں خود کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، مجھ پر رحم کر اور مجھے قبول فرمائے۔“

پھر وہ نو جوان زرد چہرے اور شکستہ دل کے ساتھ اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا، ”امی جان! بھاگا ہوا غلام جب پکڑا جائے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟“

”ماں نے جواب دیا کہ، ”اے کھر درالباس، سوکھی روٹی دی جاتی ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جاتے ہیں۔“ اس نے عرض کی، ”آپ میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو بھاگے ہوئے غلام کے ساتھ کیا جاتا ہے، شاید کہ میری اس ذلت کو دیکھ کر میرا مالک مجھے معاف فرمادے۔“ اس کی ماں نے اس کی یہ خواہش پوری کر دی۔ جب رات ہوتی تو یہ روتا اور آہ و زاری شروع کر دیتا اور کہتا، ”اے دینار! تو ہلاک ہو جائے! کیا تجھے اپنے آپ پر قابو نہیں ہے، تو کس طرح اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکے گا؟“ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ ایک رات اس کی ماں نے کہا، ”بیٹا! اپنے آپ پر ترس کھاؤ اور اتنی مشقت مت اٹھاؤ۔“ اس نے جواب دیا، ”مجھے اسی حال پر رہنے دیں، تھوڑی سی مشقت کے بعد شاید مجھے طویل آرام نصیب ہو جائے، امی جان! میری نافرمانیوں کی ایک طویل فہرست رب تعالیٰ کے سامنے موجود ہے اور میں نہیں جانتا کہ مجھے مقامِ رحمت میں جانے کا حکم ہوگا یا وادیِ ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں گا؟ مجھے اس تکلیف کا خوف ہے جس کے بعد کوئی راحت نہیں ملے گی، مجھے ایسی سزا کا ڈر ہے جس کے بعد بھی معافی نہیں ملے گی۔“ ماں نے یہ سن کر کہا، ”اچھا! تھوڑا سا تو آرام کر لو۔“ وہ کہنے لگا، ”میں کیسے آرام کر سکتا ہوں کیا آپ میری مغفرت کی ضمانت دیتی ہیں؟ کون میری بخشش کی ضمانت دے گا؟ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے! ایسا نہ ہو کہ کل لوگ جنت کی جانب جا رہے ہوں اور میں جہنم کی طرف.....۔“

ایک مرتبہ اس کی ماں اس کے قریب سے گزری تو اس نے یہ آیت پڑھی،

”قَوْلَ رَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ“

تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے، جو کچھ وہ کرتے تھے۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۱۲، ۱۳، ۹۲، ۹۳﴾ اور اس پر غور کرنے لگا، یہاں تک سانپ کی طرح ٹوٹنے لگا، بالآخر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی ماں نے اسے پکارا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ وہ کہنے لگی، ”میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اب کہاں ملاقات ہوگی؟“ نو جوان نے کمزوری آواز میں جواب دیا، ”اگر میں قیامت کے دن میں آپ کو نہ مل سکوں تو دروغہ جہنم سے پوچھ لینا۔“ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ ﴿کتاب التوابین، ص ۲۵۶﴾

مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا:

حضرت سیدنا صالح مریؑ ایک محفل میں وعظ فرما رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے بیٹھنے والے ایک نو جوان کو کہا، ”کوئی آیت پڑھو۔“ تو اس نے یہ آیت پڑھ دی،

”وَأَنذَرُهُمْ يَوْمَ الْأَزْفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَظَمِينَ ط مَالٍ لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعَ يُطَاعُ ۝“

اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے۔ اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۲، المؤمن ۱۸﴾

یہ آیت سن کر آپ نے فرمایا، ”کوئی کیسے ظالم کا دوست یا مددگار ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا۔ بے شک تم سرکشی کرنے والے گنہگاروں کو دیکھو گے کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا اور وہ برہنہ پاؤں ہوں گے، ان کے جسم بوجھل، چہرے سیاہ اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔“ وہ پکار کر کہیں گے، ”ہم ہلاک ہو گئے! ہم برباد ہو گئے! ہمیں کیوں جکڑا گیا ہے، ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟“ فرشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے ہانکیں گے، کبھی وہ منہ کے بل گریں گے اور کبھی انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رورو کران کے آنسو خشک ہو جائیں گے تو خون کے آنسو رونا شروع کر دیں گے، ان کے دل دہل جائیں گے اور حیران و پریشان ہوں گے۔ اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے گا، نہ دل کو سنبھال سکے گا اور یہ ہولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔“ یہ کہنے کے بعد حضرت سیدنا صالح مریؑ بہت روئے اور آہ بھر کر کہنے لگے، ”افسوس! کیسا خوفناک منظر ہوگا۔“ یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور ان کو روتا

دیکھ کر لوگ بھی رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، ”حضور! کیا یہ سارا منظر بروز قیامت ہوگا؟“ آپ نے جواب دیا، ”ہاں! اور یہ منظر زیادہ طویل نہیں ہوگا کیونکہ جب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کی آوازیں آنا بند ہو جائیں گی۔“ یہ سن کر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا، ”افسوس! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی، افسوس! میں کوتاہیوں کا شکار رہا، افسوس! میں اپنے پروردگار ﷻ کی اطاعت میں سستی کرتا رہا، آہ! میں نے اپنی زندگی ضائع کر دی۔“ اور رونے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ کہنے لگا، ”اے میرے رب ﷻ! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، مجھے تیرے سوا کسی سے غرض نہیں، مجھ میں جو برائیاں ہیں انہیں معاف فرما کر مجھے قبول کر لے، میرے گناہ معاف کر دے، مجھ سمیت تمام حاضرین پر اپنا کرم و فضل فرما اور ہمیں اپنی سخاوت سے مالا مال کر دے، یا ارحم الراحمین! میں نے گناہوں کی گٹھڑی تیرے سامنے رکھ دی ہے اور صدقِ دل سے تیرے سامنے حاضر ہوں، اگر تو مجھے قبول نہیں کرے گا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“ اتنا کہہ کر وہ نوجوان غش کھا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اور چند دن بسترِ علالت پر گزار کر انتقال کر گیا۔

اس کے جنازے میں کثیر لوگ شامل ہوئے اور رور و کر اس کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حضرت سیدنا صالح مری ﷺ اکثر اس کا ذکر اپنے وعظ میں کیا کرتے۔ ایک دن کسی نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، ”تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟“ تو اس نے جواب دیا، ”مجھے حضرت صالح مری ﷺ کی محفل سے برکتیں ملیں اور مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا۔“ ﴿کتاب التوابین، ص ۲۵۱﴾

اللہ ﷻ دیکھ رہا ہے :

ایک شخص کسی شامی عورت کے پیچھے لگ گیا اور ایک مقام پر اسے خنجر کے بل بوتے پر یرغمال بنا لیا۔ جو کوئی اس عورت کو بچانے کے لئے آگے بڑھتا، وہ اسے زخمی کر دیتا۔ وہ عورت مسلسل مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ اتنے میں حضرت سیدنا بشر بن حارث ﷺ وہاں سے گزرے تو اس شخص کو کندھا مارتے ہوئے آگے نکل گئے۔ وہ شخص پسینے سے شرابور ہو کر زمین پر گر گیا اور وہ عورت اس کے چنگل سے آزاد ہو کر ایک طرف کوچل دی۔ اس کے ارد گرد جمع ہونے والے لوگوں نے اس سے پوچھا، ”تجھے کیا ہوا؟“ اس نے کہا، ”میں نہیں جانتا! لیکن جب وہ بزرگ گزرنے لگے تو مجھے کندھا مار کر کہا، ”اللہ ﷻ دیکھ رہا ہے۔“ ان کی یہ بات سن کر میں بیٹ زدہ ہو گیا، نہ جانے وہ کون تھے؟“ لوگوں نے اسے بتایا، ”یہ حضرت سیدنا بشر بن حارث ﷺ تھے۔“ تو اس نے کہا، ”آہ میری بد نصیبی! میں آج کے بعد ان سے نگاہ نہیں ملا پاؤں گا۔“ پھر اس شخص کو بخار آ گیا اور ساتویں دن اس کا انتقال ہو گیا۔ ﴿کتاب التوابین، ص ۲۱۲﴾

میں کس گنتی میں آتا ہوں؟

ایک مرتبہ حضرت سیدنا داؤد طائی ﷺ نے امام جعفر صادق ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، ”آپ چونکہ اہل بیت میں سے ہیں، اس لئے مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔“ لیکن وہ خاموش رہے۔ جب آپ نے دوبارہ عرض کی کہ، ”اہل بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے، اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لئے ضروری ہے۔“ یہ سن کر امام جعفر ﷺ نے فرمایا، ”مجھے تو خود یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جدِ اعلیٰ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے خود میری پیروی کیوں نہیں کی؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے۔“ یہ سن کر حضرت داؤد طائی ﷺ کو بہت عبرت ہوئی کہ جب اہل بیت کے خوفِ خدا ﷻ کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں؟“

﴿تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۸﴾

نہیں کیسے آسکتی ہے؟

حضرت سیدنا احمد حرب ﷺ عمر بھر شب بیدار رہے۔ جب کبھی لوگ آپ سے آرام کرنے کے لئے اصرار کرتے تو فرماتے، ”جس کے لئے جہنم بھڑکائی جا رہی ہو اور بہشت کو آراستہ کیا جا رہا ہو، لیکن اس کو علم نہ ہو کہ ان دونوں میں اس کا ٹھکانہ کہاں ہے، اس کو نہیں کیسے آسکتی ہے؟“

﴿تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۲۰﴾

میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا:

حضرت یحییٰ بن معاذ ﷺ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے، ”اے اللہ ﷻ! اگرچہ میں بہت گناہ گار ہوں پھر بھی تجھ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں کیونکہ میں سرتاپا معصیت اور تو مجسمِ غنہ ہے،..... اے

اللہ ﷻ! تو نے فرعون کے دعویٰ خدائی کے باوجود حضرت موسیٰ و ہارون (علیہما السلام) کو نرمی کا حکم دیا تھا، لہذا! جب تو ”انار بکم

الاعلیٰ (میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ النازعات: ۲۳)“ کہنے والے پر کرم فرما سکتا ہے تو ان پر تیرے لطف و کرم کا اندازہ کون کر سکتا

ہے جو ”سبحان ربی الاعلیٰ“ (پاک بیان کرتا ہوں میں اپنے اونچے رب کی) کہتے ہیں، اے اللہ ﷻ! میرے پاس اس کمال کے سوا کچھ نہیں لیکن اگر یہ بھی کوئی طلب کرے تو میں تیری خاطر دینے کے لئے تیار ہوں، اے اللہ ﷻ! تیرا ہی ارشاد ہے کہ نیکی کرنے والوں کو نیکی کی وجہ سے بہتر صلہ دیا جاتا ہے، میں تجھ پر ایمان رکھتا ہوں جس سے افضل دنیا میں کوئی نہیں ہے، لہذا اس کے صلے میں مجھے اپنے دیدار سے نواز دے، اے اللہ ﷻ! چونکہ تو گناہوں کو بخشنے والا ہے اور میں گناہ گار ہوں، اس لئے تجھ سے بخشش کا سوالی ہوں، اے اللہ ﷻ! تیری غفاری اور اپنی کمزوری کی بناء پر معصیت کا ارتکاب کر بیٹھتا ہوں، اس لئے اپنی غفاری یا میری کمزوری کے پیش نظر مجھے بخش دے، اے اللہ ﷻ! جب میدانِ محشر میں مجھ سے پوچھا جائے گا کہ دنیا سے کیا لایا؟ تو میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء ج ۳ ص ۷۷﴾

دم توڑ دینے والا مدنی مُنّا:

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو ذاق رضی اللہ عنہ کے مدنی سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے،

”إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا“

ترجمہ کنز الایمان: اگر کفر کرو اس دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ (المزمل: ۱۷)

تو خوفِ الہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ دم توڑ دیا۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء ج ۳ ص ۸۷﴾

آپ اسے مار ڈالیں گے:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کو جب یہ علم ہوتا کہ ان کا بیٹا بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو خوف و غم کی آیات تلاوت نہ کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے سمجھا کہ وہ ان کے پیچھے نہیں ہے اور یہ آیت پڑھی ”قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ۔“ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان۔ پ ۱۸، المؤمنون ۱۰۶﴾

تو ان کا بیٹا یہ آیت سن کر بے ہوش کر گر گیا۔ جب آپ کو اس کا اندازہ ہوا تو تلاوت مختصر کر دی۔ جب ان کی ماں کو یہ ساری بات معلوم ہوئی تو انہوں نے آکر اپنے بیٹے کے چہرے پر پانی چھڑکا اور اسے ہوش میں لائیں۔ انہوں نے حضرت فضیل رضی اللہ عنہ سے عرض کی، اس طرح تو آپ اسے مار ڈالیں گے.... ایک مرتبہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی، ”وَبَدَأَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَالٌ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ“ اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان۔ پ ۲۳، الزمر ۴۷﴾

یہ آیت سن کر وہ پھر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ جب اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی تو وہ دم توڑ چکا تھا۔ ﴿کتاب التوابین ص ۲۰۹﴾

اے میرے رب لکیوں نہیں؟

حضرت سیدنا جعفر بن حرب رضی اللہ عنہ پہلے پہل بہت مالدار شخص تھے اور اسی کے بل بوتے پر بادشاہ کے وزیر بھی بن گئے اور لوگوں پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیا۔ ایک دن آپ نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا،

”أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ“

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۲۷، الحمد ۱۶﴾
یہ سن کر آپ نے ایک چیخ ماری اور کہا، ”اے میرے رب ﷻ! کیوں نہیں؟“ آپ بار بار یہی کہتے جاتے اور روتے جاتے۔ پھر اپنی سواری سے اتر کر اپنے کپڑے اتارے اور دریائے دجلہ میں چھپ گئے۔ ایک شخص جو آپ کے حالات سے واقف تھا، دریائے دجلہ کے قریب سے گزرا تو آپ کو پانی میں کھڑے ہوئے پایا۔ چنانچہ اس نے آپ کو ایک قمیض اور تہ بند بھجوایا۔ آپ نے ان کپڑوں سے اپنا بدن ڈھانپا اور پانی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں سے ظلماً لیا گیا مال واپس کر دیا اور بیچ رہنے والا مال صدقہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ تحصیل علم اور عبادت میں مشغول ہو گئے، حتیٰ کہ انتقال کر گئے۔ ﴿کتاب التوابین ص ۱۶۴﴾

میری امیدوں کو مت توڑنا:

اموی خلیفہ ہشام بن عبد الملک کو کوفہ کی ایک بڑھیا کی نو جوان کنیز کے بارے میں بتایا گیا جو نہایت حسین، ذہین، ادب آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری سے بھی دل چسپی رکھتی تھی۔ اس نے یہ اوصاف سن کر حکم دیا کہ والی کوفہ کو خط لکھو کہ ”اس کنیز کو اس کی مالکن سے خرید کر میرے پاس بھیج

دے۔“ ایک خادم یہ خط لے کر کوفہ روانہ ہو گیا۔ جب والی کو یہ حکم نامہ ملا تو اس نے بڑھیا کے پاس ایک آدمی بھیج کر اس کنیز کو دو لاکھ درہم اور پانچ سو شقال کھجوروں کی سالانہ پیداوار کے حامل کھجوروں کے باغ کے بدلے خرید لیا اور اسے ہشام کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ہشام نے اس کے رہنے کے لئے الگ انتظام کیا جہاں زرق برق لباس، قیمتی زیورات اور اعلیٰ بچھونے موجود تھے۔ ایک دن وہ خوشبو سے مہکے ہوئے کمرے میں نہایت خوشگوار موڈ میں اس کے ساتھ باتوں میں مگن تھا کہ اسے چیخوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے آواز کی جانب نگاہیں دوڑائیں تو اسے ایک جنازہ نظر آیا جس کے پیچھے عورتیں چلا رہی تھیں اور ایک عورت کہہ رہی تھی، ”میرے باپ کو کندھوں پر سوار کر کے مردوں کے پاس لے جایا جا رہا ہے، عنقریب اسے ویران قبرستان میں تہا فن کر دیا جائے گا۔ اے ابا جان! کیا آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوا ہے جو اپنا جنازہ اٹھانے والوں سے کہتے ہیں، ”ذرا جلدی لے چلو۔“ ... یا... آپ کون لوگوں میں شامل کیا گیا ہے جو یہ کہتے ہیں، ”مجھے واپس لے چلو! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟“ اس کی یہ بات سن کر ہشام کی آنکھیں بھرا آئیں اور وہ اپنی لذت کو بھول کر کہنے لگا، ”موت نصیحت کے لئے کافی ہے۔“ اس کنیز نے کہا، ”اس عورت نے میرا دل چیر کر رکھ دیا ہے۔“ ہشام نے کہا، ”ہاں! کچھ ایسی ہی بات ہے۔“ پھر اس نے خادم کو آواز دی اور بالا خانے سے نیچے اتر گیا جبکہ وہ کنیز وہیں بیٹھی بیٹھی سو گئی۔

اس نے خواب میں دیکھا کہ، ”ایک شخص اس سے کہہ رہا ہے، ”آج تم اپنے حسن سے دوسروں کو آزمائش میں ڈالتی ہو اور اپنی اداؤں سے دوسروں کو غافل کر دیتی ہو۔ اس دن جب صور پھونکا جائے گا جب قبریں شق ہوں گی اور لوگ ان سے باہر نکلیں گے اور انہیں اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا..... تو کیا ہوگا؟“ وہ کنیز گھبراہٹ کے عالم میں بیدار ہوئی اور پانی پی کر اپنا طلق ترکیا۔ پھر پانی منگوا کر غسل کیا اور زرق برق لباس اور زیورات کی بجائے اونی کپڑے پہنے، ایک لٹھی ہاتھ میں تھامی اور ہشام کے دربار میں پہنچ گئی۔ جب ہشام اس کو نہ پہچان سکا تو اس نے کہا، ”میں تمہاری وہی پسندیدہ کنیز ہوں جسے ایک ناصح کی نصیحت نے جھنجھوڑ ڈالا ہے اور میں تمہارے پاس اس لئے آئی ہوں کہ تم مجھ سے اپنی خواہش پوری کر چکے ہو لہذا! اب مجھے غلامی سے آزاد کر دو۔“ ہشام نے کہا، ”میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تجھے آزاد کیا، اب تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہو؟“ اس نے جواب دیا، ”میں کعبۃ اللہ کی طرف جاؤں گی۔“ ہشام نے کہا، ”بہت خوب! اب تیری راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔“

کنیز وہاں سے مکہ شریف پہنچی اور وہیں مقیم ہو گئی۔ وہ سوت کات کر گزر بسر کرتی اور جب شام ہو جاتی تو طواف کرتی، اس کے بعد حطیم میں داخل ہو کر عرض کرتی، ”اے میرے رب ﷻ! تو ہی میرا سہارا ہے، میری امیدوں کو مت توڑنا، مجھے مقام امن عطا فرمانا اور اپنی رحمتیں مجھ پر چھما چھم برسانا۔“ یہ کنیز اسی طرح شب و روز ریاضت و عبادت میں مصروف رہی حتیٰ کہ اس محنت و مشقت اور دھوپ کی تمازت نے اس کی جلد کی رنگت کو تبدیل کر دیا اور نماز میں طویل قیام کی وجہ سے اس کا بدن کمزور و نحیف ہو گیا، زیادہ رونے کے سبب اس کی آنکھیں خراب ہو گئیں اور سوت کاتنے کی وجہ سے اس کی انگلیوں میں زخم ہو گئے۔ بالآخر ایک دن اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ ﴿کناب التوابین ص ۱۵۱﴾

میرا کیا بنے گا؟

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم ؒ ایک مرتبہ غسل فرمانے کے لئے کسی حمام میں گئے۔ حمام کے مالک نے آپ کو روکا اور کہنے لگا، ”اگر درہم نہیں دو گے تو اندر داخل نہیں ہونے دوں گا۔“ اس کی یہ بات سن کر آپ نے رونا شروع کر دیا۔ وہ آپ کو رونا دیکھ کر پریشان ہو گیا اور عرض کرنے لگا، ”اگر آپ کے پاس درہم نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں، آپ یونہی غسل فرما لیجئے۔“ آپ نے فرمایا کہ، ”میں تمہارے روکنے کی وجہ سے نہیں رویا بلکہ مجھے تو اس بات نے رلا دیا کہ آج درہم نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اس حمام میں جانے سے روک دیا گیا ہے جس میں نیک و بد سبھی نہاتے ہیں تو اگر کل نیکیاں نہ ہونے کے سبب مجھے اس جنت سے روک لیا گیا جو صرف نیکوں کا مقام ہے تو میرا کیا بنے گا؟“ ﴿رسالہ ہمیں سدھرنا چاہتا ہوں ص ۱۶﴾

فنا ہو جانے والی کو ترجیح نہ دو:

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار ؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم ؒ کے ساتھ صحراء میں محو سفر تھا کہ اچانک ہمیں ایک قبر نظر آئی۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم ؒ اس قبر پر تشریف لے گئے اور قبر والے کے لئے دعائے مغفرت کی، پھر رونے لگے۔ میں نے عرض کی، ”یہ قبر کس کی ہے؟“ تو جواب دیا، ”یہ قبر حمید بن ابراہیم (علیہ الرحمۃ) کی ہے جو پہلے ہمارے شہروں کے امیروں میں سے تھے اور دنیا کی محبت میں غرق تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں پچالیا۔“ اتنا کہنے کے بعد فرمایا، ”مجھے پتہ چلا کہ یہ ایک دن اپنی مملکت کی وسعت اور دنیاوی مال و دولت کی کثرت سے بہت خوش تھے، اسی دوران جب یہ سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، ان کے سر ہانے آن کھڑا ہوا۔ حمید نے اس شخص سے کتاب لے کر اسے کھولا تو اس میں جلی حروف سے لکھا تھا، ”فنا ہو جانے والی کو باقی رہ جانے والی پر ترجیح نہ دے اور اپنی مملکت، حکومت، بادشاہت، خدام، غلام اور لذات و خواہشات میں کھو کر غافل مت ہو جا، بے شک جس میں تو مگن ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں، بظاہر جو تیری ملکیت ہے وہ حقیقتاً ہلاکت ہے، جو فرح و سرور ہے وہ حقیقت میں اہو و غرور ہے، جو آج ہے اس کا کل کچھ پتہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جلدی

حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کا فرمان ہے،

”وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ لَا أَعِدُّ لِلْمُتَّقِينَ ۝“

اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی میں سب آسمان اور زمین آجائیں، پرہیزگاروں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

﴿ترجمہ کنز الایمان، پ ۴، آل عمران ۱۳۳﴾

جب یہ نیند سے بیدار ہوئے تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا، ”یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور نصیحت ہے۔“ پھر کسی کو کچھ بتائے بغیر یہ اپنے ملک سے نکل آئے اور ان پہاڑوں میں آن بے۔ جب مجھے ان کا واقعہ معلوم ہوا تو میں نے انہیں تلاش کیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے یہ واقعہ مجھے سنایا، پھر میں نے بھی انہیں اپنا واقعہ سنایا۔ میں برابر ان سے ملاقات کے لئے آتا رہا، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور یہیں ان کو دفن کر دیا گیا۔ ﴿کتاب التوابین ص ۱۵۲﴾

www.dawateislami.net

پاؤں اندر داخل نہیں کیا:

بنی اسرائیل میں ایک بزرگ عرصہ دراز سے اپنے حجرہ میں مصروف عبادت تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت ان کے دروازے پر آن کھڑی ہوئی اور ان کی نگاہ اس عورت پر پڑی تو شیطان نے انہیں بہکا دیا۔ چنانچہ آپ اس عورت کی طرف بڑھے لیکن جیسے ہی اپنا ایک پاؤں حجرہ سے باہر نکالا، خوف خدا ﷻ آپ پر غالب آیا اور کہنے لگے، ”نہیں! مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔“ پھر آپ کے دل میں خیال آیا کہ ”یہ پاؤں جو دروازے سے باہر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے نکلا ہے، دوبارہ میرے حجرے میں داخل نہیں ہوگا۔“ چنانچہ آپ وہیں بیٹھ گئے اور اس قدم کو کمرے کے اندر نہ لے گئے، یہاں تک کہ وہ پاؤں گرمی اور سردی کے اثرات سے گل سڑ کر آپ کے جسم سے الگ ہو گیا۔ ﴿کتاب التوابین ص ۷۹﴾

غوث اعظم ص کا خوف خدا ﷻ:

حضرت سیدنا شیخ سعدی شیرازی رحمہ فرماتے ہیں کہ ”مسجد الحرام میں کچھ لوگ کعبہ اللہ شریف کے قریب عبادت میں مصروف تھے۔ اچانک انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دیوار کعبہ سے لپٹ کر زار و قطار رو رہا ہے اور اس کے لبوں پر یہ دعا جاری ہے، ”اے اللہ ﷻ! اگر میرے اعمال تیری بارگاہ کے لائق نہیں ہیں تو بروز قیامت مجھے اندھا اٹھانا۔“

لوگوں کو یہ عجیب و غریب دعائیں بڑا تعجب ہوا، چنانچہ انہوں نے دعا مانگنے والے سے استفسار کیا، ”اے شیخ! ہم تو قیامت میں عافیت کے طلب گار ہیں اور آپ اندھا اٹھائے جانے کی دعا فرما رہے ہیں، اس میں کیا راز ہے؟“ اس شخص نے روتے ہوئے جواب دیا، ”میرا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے اعمال اللہ ﷻ کی بارگاہ کے لائق نہیں تو میں قیامت میں اس لئے اندھا اٹھایا جانا پسند کرتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔“ وہ سب لوگ اس عارفانہ جواب کو سن کر بے حد متاثر ہوئے لیکن اپنے مخاطب کو پہچانتے نہ تھے، اس لئے پوچھا، ”اے شیخ! آپ کون ہیں؟“ اس نے جواب دیا، ”میں عبدالقادر جیلانی ہوں۔“ ﴿فیضان سنت بحوالہ گلستانِ سعدی ص ۷۳﴾

جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے:

سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت الشاہ مولانا احمد رضا خان رحمہ کی روزہ کشائی کی تقریب کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا سید ایوب علی رحمہ فرماتے ہیں کہ ”رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور حضور پُر نور کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے، کاشانہ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے۔ ایک محفوظ کمرے میں فیرنی کے پیالے جمائے گئے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیک شدت کی گرمی کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور دروازہ کے پٹ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ ”اے کھالو۔“

آپ عرض کرتے ہیں ”میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟“ ارشاد ہوتا ہے ”بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھالو، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔“ آپ عرض کرتے ہیں، ”جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے۔“ یہ سنتے ہی حضور کے والد ماجد کی چشمان مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔ ﴿حیات اعلیٰ حضرت ص ۸۷﴾

بے ہوشی میں دعا:

تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی، امیر اہل سنت حضرت مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کو سالہا سال سے کثرتِ پیشاب کا عارضہ لاحق تھا۔ بالآخر دسمبر ۲۰۰۲ء میں ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا جس کے لئے آپ ہی کے مطالبے پر نمازِ عشاء کے بعد کا وقت طے کیا گیا تا کہ آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے۔ آپریشن ہو جانے کے بعد نیم بے ہوشی کے عالم میں درد سے کراہنے یا چلانے کی بجائے آپ نے وقتاً فوقتاً جن کلمات کی بار بار کی تکرار کی وہ یہ تھے،.....

”سب لوگ گواہ ہو جاؤ میں مسلمان ہوں،..... یا اللہ! میں مسلمان ہوں، میں تیرا حقیر بندہ ہوں،..... یا رسول اللہ! میں آپ کا ادنیٰ غلام ہوں،..... الحمد للہ! میں غوث الاعظم (علیہ السلام) کا غلام ہوں،..... اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے،..... اے اللہ! میری مغفرت فرما،..... اے اللہ! میرے ماں باپ کی مغفرت فرما،..... اے اللہ! میرے بھائی بہنوں کی مغفرت فرما،..... اے اللہ! میرے تمام مریدوں کی مغفرت فرما،..... اے اللہ! (مجلس شوریٰ کے مرحوم نگران) حاجی مشتاق کی مغفرت فرما،..... اے اللہ! تمام دعوتِ اسلامی والوں اور والیوں کی مغفرت فرما،..... اے اللہ! (اپنے) محبوب ﷺ کی ساری امت کی مغفرت فرما۔.....

﴿ملخصاً: ماضون از امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے آبرہن کی ایمان افروز جملہ کلمات ص ۲﴾

مجھے اپنے رب تعالیٰ کا ڈر ہے :

سندھ باب الاسلام کی سطح پر ۳، ۲، ۳ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ کو ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والے بیان کے دوران شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے توبہ کی شرائط کی وضاحت کرتے ہوئے وہاں موجود لاکھوں اسلامی بھائیوں اور ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے سننے والی اسلامی بہنوں سے ارشاد فرمایا، ”توبہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس کی حق تلفی کی ہو یا اذیت پہنچائی ہو اس سے معافی مانگی جائے، (پھر بطور عاجزی ارشاد فرمایا) جس کے تعلقات جتنے زیادہ ہوتے ہیں اتنا ہی دوسروں کی دل آزاری ہو جانے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے، اور میرے تعلقات یقیناً آپ سب سے زیادہ ہیں، لہذا میری درخواست ہے کہ میری طرف سے اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو، کوئی حق تلف ہو گیا ہو، کبھی ڈانٹ دیا ہو، ملاقات نہ کرنے پر آپ ناراض ہو گئے ہوں، تو ہاتھ جوڑ کر درخواست ہے مجھے معاف کر دیجئے، مجھے آپ سے نہیں اپنے رب تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے، کہہ دیجئے، ”جا معاف کیا۔“

اور پھر اس کا اقرار کرنے والوں کو دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، ”جس نے معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ اسے جلد مدینہ دکھائے، جو کیسٹ میں سنیں، یا انٹرنیٹ یا فون کے ذریعے سن رہے ہوں، وہ بھی معاف کر دیں۔“ ملخصاً

ایمان کی شمع سدا روشن رہے :

امیر اہل سنت، مجدد دین و ملت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے صفر المظفر ۱۴۲۳ھ میں مرکزی مجلس شوریٰ و دیگر مجالس کے اراکین اور دوسرے اسلامی بھائیوں کے نام لکھے گئے ایک کھلے خط میں تحریر فرمایا،.....

محبت میں اپنی گمایا الہی ﷺ

نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الہی ﷺ

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ

میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الہی ﷺ

میرے دل سے دنیا کی الفت مٹا دے

بنا عاشقِ مصطفیٰ ﷺ یا الہی ﷺ

(پھر لکھا کہ)

میں اپنی قیام گاہ کے مکتب میں مغموم و ملول قلم سنبھالے آپ حضرات کی بارگاہوں میں تحریر و دستک دے رہا ہوں۔ آج کل یہاں طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں کہ جو دلوں کو خوفزدہ کر دیتی ہیں، ہائے ہائے! بڑھا پا آکھیں پھاڑے پیچھا کئے چلا آ رہا ہے اور موت کا پیغام سن رہا ہے، مگر نفسِ انکار ہے کہ سرکشی میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، کہیں ہوا کا کوئی تیز و تند جھونکا میری زندگی کے چراغ کو گل نہ کر دے، اے مولیٰ ﷺ! زندگی کا چراغ تو یقیناً بجھ کر رہے گا، میرے ایمان کی شمع سدا روشن رہے، یا اللہ! مجھے گناہوں کے دلدل سے نکال دے، کرم..... کرم..... کرم

﴿ماضون از رسالہ غیبت کی تباہ کاریاں ص ۱﴾

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے :

صحرائے مدینہ منورہ الاولیاء ملتان شریف میں ۲۰۰۴ء میں منعقد ہونے والے دعوت کے سنتوں بھرے سالانہ بین الاقوامی اجتماع میں ”اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر“ کے موضوع پر رقت انگیز بیان کرتے ہوئے شیخ طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے جب ایمان کی حفاظت سے متعلق ترغیب دیتے ہوئے یہ واقعہ سنایا کہ

”حضرت عبداللہ مؤذن (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں طواف کعبہ میں مشغول تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ غلاف کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دعا کی تکرار کر رہا ہے، ”یا اللہ“ مجھے دنیا سے مسلمان ہی رخصت کرنا۔“ میں نے اس سے پوچھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا، ”میرے دو بھائی تھے۔ میرا بڑا بھائی ایک عرصہ تک مسجد میں بلا معاوضہ اذان دیتا رہا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے قرآن پاک مانگا، ہم نے اسے دیا تا کہ وہ اس سے برکتیں حاصل کرے، مگر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا، ”تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں قرآن کے تمام اعتقادات و احکامات سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں اور نصرانی (یعنی عیسائی) مذہب اختیار کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔ پھر دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجد میں فی سبیل اللہ اذان دی، مگر وہ بھی آخری وقت میں نصرانی ہو کر مرا۔ لہذا میں اپنے خاتمہ کے بارے میں بے حد فکر مند ہوں اور ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ حضرت سیدنا عبداللہ مؤذن (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بھائی آخر ایسا کون سا گناہ کرتے تھے جس کے سبب ان کا خاتمہ برا ہوا؟ اس نے بتایا، ”وہ غیر عورتوں میں دل چسپی لیتے تھے اور مردوں (یعنی بے ریش لڑکوں) سے دوستی کرتے تھے۔“

تو یہ واقعہ سننے کے بعد خوفِ خدا (رحمۃ اللہ علیہ) کے غلبے کی وجہ سے امیر اہل سنت مدظلہ العالی اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کافی دیر تک روتے رہے اور بیان جاری نہ رکھ سکے۔

مسلمان ہیں عطار تیری عطا سے

ہو ایمان پر خاتمہ یا الہی

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ

میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الہی

www.dawateislami.net

دیوار سے لپٹ کر رونے لگے :

ماہ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ میں عید الاضحیٰ کے موقع پر بانی دعوتِ اسلامی، امیر اہل سنت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے اونٹ اور گائے کی قربانی دی گئی۔ قربانی کا انتظام ”دعوتِ اسلامی“ کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی کے باہر کیا گیا تھا۔ وقت عصر سے کچھ دیر قبل قربانی کے وقت آپ بھی وہیں تشریف لے آئے۔ جب اس اونٹ کو نحر اور گائے کو ذبح کیا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یکا یک آپ کے چہرے پر ادا سی طاری ہو گئی اور آپ بے حد غمگین نظر آنے لگے۔ قربانی ہو جانے کے بعد آپ محراب کے پیچھے واقع اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گئے اور کمرے میں پہنچنے کے بعد دیوار سے لپٹ کر زار و قطار رونے لگے۔ اتنے میں مؤذن اسلامی بھائی نے اذانِ عصر دی اور آپ نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں آ گئے۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد (اپنے ہی کلام میں سے) چند اشعار پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ جب اسلامی بھائی نے ان اشعار کو پڑھنا شروع کیا تو آپ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ آپ کو روتا دیکھ کر وہاں پر موجود اسلامی بھائی بھی رونے لگے اور پوری فضاء سو گوار ہو گئی۔ آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ ان اشعار میں چند یہ ہیں،.....

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا

قبر و حشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

آہ! سلبِ ایمان کا خوف کھائے جاتا ہے

کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جتنا ہوتا

آکے نہ پھنسا ہوتا میں بطور انسان کاش!

کاش! میں مدینے کا اونٹ بن گیا ہوتا

اونٹ بن گیا ہوتا اور عید قرباں میں

کاش! دسب آقا ﷺ سے میں نحر ہوا ہوتا

کاش! میں مدینے کا کوئی دنبہ ہوتا یا

سینگ والا چتکبرا مینڈھا بن گیا ہوتا

آہ! کثرتِ عصیاں، ہائے! خوفِ دوزخ کا

کاش! اس جہاں کا میں نہ بشر بنا ہوتا

﴿ارمغانِ مدینہ از امیر اہل سنت مدظلہ العالی ص ۱۲۷﴾

محترم اسلامی بھائیو! یہ تمام واقعات ان نفوسِ قدسیہ کے تھے، جن میں بعض وہ ہیں جو مرتبہ نبوت پر فائز ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے سروں پر اللہ ﷻ نے اپنی ولایت کا تاج رکھا۔ یہ وہی پاکیزہ لوگ ہیں جن کا ذکر کرتے ہی ہماری زبان پر بے اختیار، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم... یا.. علیہ السلام.. یا.. رضی اللہ تعالیٰ عنہ.. یا.. رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ.. یا مدظلہ العالی..... جیسے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں اور ہماری نگاہیں فرطِ ادب سے جھک جاتی ہیں اور دلِ تعظیم کی خاطر فرشِ راہ بن جاتا ہے۔ مقامِ غور ہے کہ جب ان بزرگ و برتر ہستیوں کے خوفِ خدا ﷻ کا یہ عالم ہے تو ہم جیسے پاپی و گناہ گاروں کو رب تعالیٰ ﷻ کی بے نیازی، ناراضگی، گرفت اور اس کے عذاب سے کتنا ڈرنا چاہئے اس کا اندازہ کوئی بھی ذی فہم باسانی لگا سکتا ہے۔

﴿4﴾ خود احتسابی کی عادت اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے ”فکرِ مدینہ“ کرنا:

ذکر کردہ دیگر امور اپنانے کے ساتھ ساتھ اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کی عادت اپنالینے سے بھی خوفِ خدا ﷻ کے حصول کی منزل پر پہنچنا قدرے آسان ہو جاتا ہے، اور اس عادت کو اپنانے کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرنے کی ترکیب بنالینا بے حد مفید ثابت ہوگا۔ (۱) ماؤ (اللہ عزوجل) فکرِ مدینہ کا آسان سامطلب یہ ہے کہ، ”انسان اُخروی اعتبار سے اپنے معمولاتِ زندگی کا محاسبہ کرے، پھر جو کام اس کی آخرت کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہوں، انہیں درست کرنے کی کوشش میں لگ جائے اور جو امور اُخروی اعتبار سے نفع بخش نظر آئیں، ان میں بہتری کے لئے اقدامات کرے۔“ فکرِ مدینہ کی برکت سے انسان کے دل میں خوفِ خدا ﷻ بیدار ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نیک اعمال کی زبردست رغبت پیدا ہوتی ہے نیز گناہوں سے وحشت محسوس ہوتی ہے اور سابقہ زندگی میں ہو جانے والے گناہوں پر توبہ کی توفیق بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ خود ہمارے پیارے آقا ﷺ نے ہمیں فکرِ مدینہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”پانچ سے قبل، پانچ کو غنیمت جانو۔“

(1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ (2) صحت کو بیماری سے پہلے۔

(3) مالداری کو تنگدستی سے پہلے۔ (4) زندگی کو موت سے پہلے... اور...

(5) فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔“

﴿المنہجات علی الاستعداد لیوم المعاد ص ۵۸﴾

اور۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، ”اے لوگو! اپنے اعمال کا حساب کرلو، اس سے پہلے کہ قیامت آجائے اور تم سے ان کا حساب لیا جائے۔“ (۱) حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۵۶

جبکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”دنیا کی فکر دل میں اندھیرا جب کہ آخرت کی فکر روشنی و نور پیدا کرتی ہے۔“

﴿المنہجات علی الاستعداد لیوم المعاد ص ۴﴾

اور حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ”کریم، کبھی اللہ ﷻ کی نافرمانی نہیں کرتا اور حکیم (یعنی صاحبِ عقل)، کبھی دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا۔“ (۱) ایضاً

پیارے اسلامی بھائیو! فکرِ مدینہ کی برکات سے کامل طور پر مستفید ہونے کے لئے ہمیں چاہئے کہ روزانہ سونے سے پہلے گھر وغیرہ کے کسی کمرے میں تنہا... یا... ایسی جگہ جہاں پر مکمل خاموشی ہو، آنکھیں بند کر کے سر جھکائے کم از کم بارہ منٹ فکرِ مدینہ کرنے کی عادت بنائیں، اور پھر مدنی انعامات کا کارڈ پر کریں (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔ اس کے طریقہ کار کی وضاحت کے لئے فکرِ مدینہ کی چند مثالیں توجہ سے ملاحظہ فرمائیں،

(1) کبھی تو اس طرح اپنے روز مرہ کے معمولات کا محاسبہ کیجئے کہ:

”کل صبح نیند سے بیدار ہونے کے بعد سے اب تک میں اپنی زندگی کے کتنے گھنٹے گزار چکا ہوں؟..... جس انداز سے میں نے یہ وقت گزرا، اس دوران جو افعال مجھ سے سرزد ہوئے، کیا زندگی بسر کرنے کا میرا یہ انداز اللہ ﷻ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے... یا... ناپسندیدہ؟..... افسوس! میرا طرز زندگی تو ناپسندیدہ ہی شمار ہوگا کیونکہ ایامِ گزشتہ کی طرح میں نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا تھا کہ نیند کو عزیز رکھتے ہوئے نماز فجر قضا کر دی..... پھر دن چڑھے بیدار ہونے کے بعد سرکارِ دو عالم ﷺ کی پیاری اور نورانی سنت مبارکہ ایک مٹھی داڑھی شریف رکھنے کو ترک کر دینے کا سلسلہ قائم رکھتے ہوئے اسے مونڈھ یا کاٹ کر (معاذ اللہ) گندی نالی تک میں بہا دینے سے دریغ نہیں کیا..... پھر کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کے دوران ٹیپ ریکاڈر یا کیبل وغیرہ پر گانے سننے کا بھی سلسلہ رہا.....، نامحرم عورتوں مثلاً بھابھی وغیرہ سے چھیڑ چھاڑ بھی جاری رہی.....، ناشتے میں تاخیر کی وجہ سے والدہ کے سامنے گستاخانہ انداز گفتگو اختیار کر کے ان کا دل بھی تو دکھایا تھا.....، ابا جان نے کوئی کام کہا تو حسبِ معمول انہیں لنگا سا جواب دے دیا تھا.....، پھر اپنے دفتر جانے کے لئے جو لباس میں نے پہن رکھا تھا وہ بھی تو خلافِ سنت تھا.....، جب گھر سے روانہ ہوا تو چلتے چلتے اپنے پڑوسیوں کی رنگ شدہ صاف ستھری دیوار پر پان کی پیک پھینک کر اسے داغدار کر ڈالا تھا.....، بس میں کنڈیکٹر وغیرہ سے خواہ مخواہ الجھ کر دو چار گالیاں بھی تو بکی تھیں.....، اور بس میں بیٹھی بے پردہ خواتین کو مسلسل گھورا بھی تو تھا.....، پھر دورانِ ملازمت اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کی بجائے ادھر ادھر کے باتوں میں وقت ضائع کر دیا.....، اپنے دفتری ساتھیوں کو ناگوار گزرنے کے یقین کے باوجود ان کی اشیاء ان کی اجازت کے بغیر بھی استعمال کر ڈالیں.....، ظہر کی نماز کا طویل وقت میں نے اپنے دوستوں سے ”گپ شپ“ کرتے ہوئے گزار دیا، اسی طرح عصر و مغرب کی نمازیں بھی میں نے دیگر مصروفیات کی نذر کر دیں.....، واپسی پر رش کی بناء پر دوسروں کو دھکے دیتے ہوئے گھر واپسی کے لئے بس میں سوار ہو گیا اور بس اسٹاپ سے گھر آتے ہوئے کوئی غریب مجھ سے انجانے میں ٹکرا گیا تھا تو میں نے اس کا قصور نہ ہونے کے باوجود اسے گریبان سے پکڑ کر پیٹ ڈالا تھا.....، گھر پہنچ کر میں نے ”شدید تھکاوٹ“ کی وجہ سے عشاء کی نماز بھی نہ پڑھی.....، اور رات کا کھانا کھانے کے بعد ”فریش (Fresh)“ ہونے کے لئے آوارہ دوستوں کی محفل میں جا بیٹھا، فحش کلامی، گالی گلوچ، تاش کا کھیل اس محفل کی ”نمایاں خصوصیات“ تھیں، اس دوران کسی کی بیٹی، کسی کی بہن کے متعلق معلومات کا تبادلہ بھی ہم تمام دوستوں کا ”پسندیدہ مشغلہ“ تھا.....، جب رات گئے گھر لوٹا تو سب گھر والے سوچکے تھے، لہذا میں ”چنی سکون کے حصول کے لئے“ کیبل پر فلم دیکھنے میں مشغول ہو گیا جس میں سیکس اپیل (Sex Appeal) مناظر کی کثرت تھی.....، یہاں تک کہ نیند سے آنکھیں بند ہونے لگیں، اور میں سونے کے لئے بستر پر چلا گیا.....، یوں میں نے کل کا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزار دیا.....۔

اس مقام پر پہنچ کر آنکھیں کھول کر اپنے آپ سے یوں مخاطب ہوں کہ، ”اے نادان! تو کب تک اسی منحوس طرز زندگی کو اپنائے رکھے گا؟..... کیا روزانہ یونہی تیرے نامہ اعمال میں گناہوں کی تعداد بڑھتی رہے گی؟..... کیا تجھے نیکیوں کی بالکل حاجت نہیں؟..... کیا تجھ میں اتنی ہمت و طاقت ہے کہ دوزخ کے عذابات برداشت کر سکے؟..... کیا تو جنت سے محرومی کا دکھ برداشت کر پائے گا؟..... یاد رکھ اگر اب بھی تو خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تو موت کے جھکے بالآخر تجھے جھنجھوڑ کر اٹھا دیں گے۔ لیکن افسوس! اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی، چھپتانے کے سوا تو کچھ نہ کر سکے گا۔ ابھی تو زندہ ہے، اس لئے اس وقت کو نفیست جان اور سنبھل جا اور اپنی اس مختصر زندگی کو خدائے احکم الحاکمین ﷻ کی اطاعت اور اس کے حبیب نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی اتباع میں بسر کر لے۔“

(2) اور کبھی اس طرح تصور کیجئے کہ:

”میری موت کا وقت آن پہنچا اور مجھ پر غشی طاری ہو چکی ہے، رشتہ دار وغیرہ بے بسی کے عالم میں مجھے موت کے منہ میں جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ نزع کی ناقابل بیان تکالیف کا سامنا ہے، زبان کی قوت گویائی رخصت ہو چکی، مجھے سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے۔ اسی اثناء میں کسی نے سرہانے سورہ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کر دی، رشتہ داروں کی صورتیں مدہم ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ اب گلے سے خرخراہٹ کی آوازیں آنے لگیں اور روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا۔“

میری موت واقع ہو جانے کے بعد عزیز واقارب پر گریہ طاری ہو گیا۔ بیوی بچے، بہن بھائی، ماں باپ وغیرہ سبھی شدتِ غم سے آنسو بہا رہے ہیں اور کچھ لوگ میرے گھر والوں کو دلاسا دے رہے ہیں۔ ان میں سے کسی نے آگے بڑھ کر میری بے نور آنکھیں بند کر دیں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے اور دونوں جبروں کو کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا۔ پھر کچھ لوگ قبر کی تیاری کے لئے اور کچھ کفن و تحنہ غسل لانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ غسل کا انتظام ہونے پر مجھے تحنہ غسل پر لٹا کر غسل دیا گیا اور سفید کفن پہنا کر آخری دیدار کے لئے گھر والوں کے سامنے لٹا دیا گیا۔ میرے چاہنے والوں نے آخری مرتبہ مجھے دیکھا کہ یہ چہرہ اب دنیا میں دوبارہ ہمیں دکھائی نہ دے گا۔ پورے گھر کی فضا پر عجیب سوگوار چھائی ہوئی ہے، درود یوار پر اداسی طاری ہے۔

بالآخر میری چار پائی کو کندھوں پر اٹھالیا گیا، اور میں نے ایک حسرت بھری نظر اپنے گھر پر ڈالی کہ یہ وہی گھر ہے جہاں میری پیدائش ہوئی، میرا بچپن گزرا، یہیں میں نے جوانی کی بہاریں دیکھیں.....، اپنے کمرے کی طرف دیکھا جہاں اب کوئی دوسرا بسرا کرے گا.....، اپنے استعمال کی چیزوں کی طرف دیکھا جنہیں اب کوئی اور استعمال کرے گا.....، اپنے ہاتھوں سے لگائے ہوئے پودوں کی جانب دیکھا جن کی نگہبانی اب کوئی دوسرا کرے گا۔ لوگ میرا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھائے جنازہ گاہ کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔ میں نے انتہائی حسرت کے ساتھ آخری مرتبہ اپنے ماں باپ، بیوی بچوں، بھائی بہنوں، دیگر رشتہ داروں، دوستوں اور محلے والوں کی طرف دیکھا، ان گلیوں، ان راستوں کو دیکھا جن سے گزر کر کبھی میں اپنے کام کاج یا اسکول وغیرہ کے لئے جایا کرتا تھا۔

جنازہ آگے بڑھ کر کہہ رہا ہے اے جہاں والو!

چلے آؤ میرے پیچھے تمہارا راہنما میں ہوں

جنازہ گاہ پہنچ کر میری نماز جنازہ ادا کی گئی، اس کے بعد میری چار پائی کا رخ قبروں کی جانب کر دیا گیا، جہاں مجھے طویل عرصے کے لئے کسی تاریک قبر میں تنہا چھوڑ دیا جائے گا.....، یہ وہی قبرستان ہے کہ جہاں دن کے اجالے میں تنہا آنے کے تصور ہی سے میرا کلیجہ کانپتا تھا۔ یہ وہی قبر ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ جنت کا ایک باغ ہے یا دوزخ کا ایک گڑھا.....، اور یہ کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے، اگر صاحب قبر نے اس سے نجات پالی تو بعد (یعنی قیامت) کا معاملہ آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔

وہاں پہلے سے دفن مردوں نے یہ کہہ کر میرے رنج و غم میں اضافہ کر دیا کہ ”اے دنیا سے آنے والے! کیا تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ ”ہمارے اعمال کیسے ختم ہوئے اور تجھے عمل کرنے کی مہلت ملی تھی، لیکن افسوس! کہ تو نے وقت ضائع کر دیا۔“ قبر کی اس پکار نے مجھے دہشت ناک کر دیا کہ ”اے (اپنی زندگی میں) زمین پر اترا کر چلنے والے! کیا تو نے مرنے والوں سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ کس طرح تیرے رشتہ داروں کو لوگ اٹھا کر قبروں تک لے گئے؟“..... یہ تو وہی جگہ ہے کہ جہاں دو خوف ناک شکلوں والے فرشتے سر سے پاؤں تک بال لٹکائے، آنکھوں سے شعلے نکالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں مجھ سے تین سوال کریں گے، ”مَنْ رَبُّكَ“ (تیرا رب کون ہے؟)۔

اور ”مَا دِينُكَ“ (تیرا دین کیا ہے؟)۔ اس کے بعد کسی کی نورانی صورت دکھا کر پوچھیں گے، ”مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ“ (تو اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟)۔ یہ سوچ کر میرا دل ڈوبا جا رہا ہے کہ گناہوں کی نحوست کے سبب میری قبر کہیں دوزخ کا گڑھا نہ بنادی جائے۔ اے کاش! میں نے زندگی میں نیکیاں کمائی ہوتیں، افسوس! میں نے گناہوں سے پرہیز کیا ہوتا، آہ! اب میرا کیا بنے گا۔“ اس کے بعد آنکھیں کھول دیں اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر یہ کہئے کہ ”ابھی میں زندہ ہوں، ابھی میری سانسیں چل رہی ہیں، ان حسرت آمیز لمحات کے آنے سے پہلے پہلے میں اپنی قبر کو جنت کا باغ بنانے کی جدوجہد میں لگ جاؤں گا، خوب نیکیاں کروں گا، گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کروں گا تا کہ کل مجھے پچھتا نا نہ پڑے۔“

(3) کبھی اس طرح تصور کریں کہ :

”میں نے قبر میں ایک طویل عرصہ گزارنے کے بعد اربوں کھربوں مردوں کی طرح وہاں سے نکل کر بارگاہ الہی ﷻ میں حاضری کے لئے میدان محشر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ہے۔ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ہر ایک کو پسینوں پر پسینے آرہے ہیں جس کی بدبو سے دماغ پھٹا جا رہا ہے.....، سورج نہایت کم فاصلے پر ہے اور آگ برسا رہا ہے لیکن اس کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی سایہ بھی میسر نہیں.....، گرمی اور پیاس سے برا حال ہے.....، ہجوم کی کثرت کی وجہ سے دھکے لگ رہے ہیں..... جبکہ اندرونی کیفیت یہ ہے کہ زندگی بھر کی جانے والی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا سوچ کر دل ڈوبا جا رہا ہے.....، ان کے نتیجے میں ملنے والی جہنم کی ہولناک سزاؤں کے تصور سے ہی کلیجہ کانپ رہا ہے.....، دل بھی بے چینی کا شکار ہے کہ یہ تو وہی امتحان گاہ ہے جس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ انسان اس وقت تک قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک ان پانچ سوالات کے جوابات نہ دے لے (۱) تم نے زندگی کیسے بسر کی؟ (۲) جوانی کس طرح گزاری؟ (۳) مال کہاں سے کمایا؟ اور..... (۴) کہاں کہاں خرچ کیا؟ (۵) اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا؟ اب عمر بھر کی کمائی کا حساب دینے کا وقت آن پہنچا لیکن افسوس! مجھے اپنے دامن میں سوائے گناہوں کے کچھ دکھائی نہیں دے رہا.....، شدت کی بے بسی کے عالم میں امداد طلب لگا ہیں ادھر ادھر دوڑا رہا ہوں لیکن کوئی سہارا دکھائی نہیں دے رہا.....، پچھتاوے کا احساس بھی ستا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے میرے پاس کچھ بھی تو نہیں.....۔ کیونکہ شریعت نے جو کرنے کا حکم دیا وہ میں نے کیا نہیں مثلاً مجھے روزانہ پانچ وقت مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا حکم ملا لیکن افسوس! میں نیند، مصروفیت، تھکن، دوستوں کی محفل وغیرہ کے سبب ان کو قضاء کر دیتا رہا.....، مجھے رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ رکھنے کا کہا گیا لیکن افسوس میں معمولی بیماری اور مختلف حیلوں بہانوں سے روزہ رکھنے کی سعادت سے محروم ہوتا رہا.....، مجھے مخصوص شرائط کے پورا ہونے پر زکوٰۃ و حج کی ادائیگی کا حکم ہوا، لیکن افسوس! میں مال کی محبت کی وجہ سے زکوٰۃ و حج کی ادائیگی سے کتراتا رہا

...اور جس جس گناہ سے بچنے کی تلقین کی گئی تھی، میں انہی گناہوں میں ملوث ہوتا رہا مثلاً مجھے کسی مسلمان کو بلا اجازت شرعی تکلیف دینے سے روکا گیا لیکن آہ! میں مسلمانوں پر ظلم ڈھاتا رہا..... والدین کو ستانے سے منع کیا گیا لیکن آہ! میں نے والدین کی نافرمانی کر کے ان کو ستانا اپنی عادت بنا لیا تھا..... کسی نامحرم عورت کو بشہوت یا بلاشہوت دونوں صورتوں میں دیکھنے سے روکا گیا لیکن آہ! میں نے اپنی نگاہوں کی حفاظت نہ کی..... جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش کلامی اور گالم گلوچ سے اپنی زبان پاک رکھنے کا کہا گیا لیکن آہ! میں اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھ سکا..... مجھے غیبت، فحش کلامی وغیرہ سننے سے روکا گیا لیکن میں اپنی سماعت پاکیزہ نہ رکھ سکا..... دل کو بغض، حسد، تکبر، بدگمانی، شامت، ناجائز لالچ وغیرہ سے خالی رکھنے کا ارشاد ہوا لیکن آہ! میں اپنے دل کو ان غلاظتوں سے نہ بچا سکا.....

آہ صد آہ! یہ دونوں حکم توڑنے کے بعد میں کس منہ سے اس قہار و جبار ﷻ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال زندگی کا حساب دوں گا؟..... اور پھر ایسی خطرناک صورت حال کہ خود میرے اعضائے جسمانی مثلاً ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، زبان وغیرہ میرے خلاف گواہی دینے کے لئے بالکل تیار ہیں..... دوسری طرف اپنی مختصری زندگی میں نیک اعمال اختیار کرنے والوں کو ملنے والے انعامات دیکھ کر اپنے کرتوتوں پر شدید افسوس ہو رہا ہے، کہ وہ اطاعت گزار بندے تو سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال لے کر شاداں و فرحاں جنت کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں لیکن نامعلوم میرا انجام کیا ہوگا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جہنم میں جانے کا حکم سن کر اٹلے ہاتھ میں اعمال نامہ تھما دیا جائے، اور سارے عزیز واقارب کی نظروں کے سامنے مجھے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے، ہائے میری ہلاکت! ہائے میری رسوائی..... (والعیاذ باللہ)

یہاں پہنچ کر اپنی آنکھیں کھول دیجئے اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر یوں کہئے کہ ”گھبراؤ مت! ابھی یہ وقت نہیں آیا، ابھی میں تو دنیا میں ہوں..... اس مختصری زندگی کو غنیمت جانو اور اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش میں مصروف ہو جاؤ۔“ پھر پختہ ارادہ کیجئے کہ، ”میں اپنے رب تعالیٰ کا اطاعت گزار بندہ بننے کے لئے اس کے احکامات پر ابھی اور اسی وقت عمل شروع کر دوں گا تا کہ کل میدان محشر میں مجھے پچھتانا نہ پڑے۔“

پیارے اسلامی بھائیو! فکر مدینہ کے دوران ہو سکے تو رونے کی کوشش کیجئے اور اگر رونانا آئے تو رونے جیسی صورت بنا لیجئے کہ یہ رونا ہمیں رب تعالیٰ کی ناراضگی سے بچا کر اس کی رضا تک پہنچائے گا، بطور ترغیب ان روایات کو ملاحظہ فرمائیں.....

(ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا.....)

رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا، ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے، وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا حتیٰ کہ دودھ (جانور کے) تھن میں واپس آجائے۔“ ﴿تعب اللیبان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۶۹ رقم الحدیث ۸۰۰﴾

(بخشش کا پروانہ؟.....)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے، وہ اس کی بخشش فرمادے گا۔“ ﴿کنز العمال ج ۳ ص ۶۳ رقم الحدیث ۵۹۰۹﴾

(نجات کیا ہے؟.....)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! نجات کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا، ”اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں کفایت کرے (یعنی بلا ضرورت باہر نہ جاؤ) اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ۔“

﴿تعب اللیبان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۹۲ رقم الحدیث ۸۰۵﴾

(بلا حساب جنت میں.....)

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی امت میں سے کوئی بلا حساب بھی جنت میں جائے گا؟“ تو فرمایا، ”ہاں! وہ شخص جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے۔“

﴿احیاء العلوم کتاب الخوف والرجاء ج ۲ ص ۲۰۰﴾

(آگ نہ چھوٹے گی.....)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا، ”دو آنکھوں کو آگ نہ چھوٹے گی، ایک وہ جو رات کے اندھیرے میں رب ﷻ کے خوف سے روئے اور دوسری وہ جو راہِ خدا ﷻ میں پہرہ دینے کے لئے جاگے۔“

﴿نعم اللہ ربنا باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۷۸ رقم الحدیث ۷۹۶﴾

(پسندیدہ قطرہ.....)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”اللہ تعالیٰ کو اس قطرے سے بڑھ کر کوئی قطرہ پسند نہیں جو (آنکھ سے) اس کے خوف سے بہے یا خون کا وہ قطرہ جو اس کی راہ میں بہایا جاتا ہے۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۰﴾

www.dawateislami.net

(مدنی تاجدار کی دعا.....)

مدنی تاجدار ﷺ اس طرح دعا مانگتے، ”اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي عَيْنَيْنِ هَاطِلَتَيْنِ تُشْفِيَانِ بِذُرُوفِ الدَّمْعِ قَبْلَ أَنْ تَصِيرَ الدَّمُوعَ دَمًا وَالْأَضْرَاسُ جَمْرًا“۔ اے اللہ ﷻ! مجھے ایسی دو آنکھیں عطا فرما جو کثرت سے آنسو بہاتی ہوں اور آنسو گرنے سے تسکین دیں، اس سے پہلے کہ آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں انگاروں میں بدل جائیں۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۰﴾

(فرشتوں کی دعا.....)

ایک مرتبہ سرورِ کونین ﷺ نے خطبہ دیا تو حاضرین میں سے ایک شخص رو پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا، ”اگر آج کی اس محفل میں تم میں سے ہر ایک پر پہاڑ کے برابر بھی گناہ ہوتے تو اس شخص کی آہ و بکا کے صدقے معاف کر دیئے جاتے، کیونکہ ملائکہ بھی رورور دعا کر رہے ہیں،“ اے اللہ ﷻ! اگر یہ وزاری کرنے والوں کی شفاعت نہ رونے والوں کے حق میں قبول فرما۔“

﴿نعم اللہ ربنا باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۷۹ رقم الحدیث ۸۱۰﴾

www.dawateislami.net

(خوفِ خدا سے رونے والا.....)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی،

”أَفْمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ. وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ. تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو، اور ہنستے ہو اور روتے

نہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان ص ۲۷، النجم ۶۰:۵۹)

تو اصحابِ حُطّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس قدر روئے کہ ان کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ انہیں روتا دیکھ کر رسول اکرم ﷺ بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ کے بہتے ہوئے آنسو دیکھ کر وہ اور بھی زیادہ رونے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رویا ہو۔“

﴿نعم اللہ ربنا باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۷۸ رقم الحدیث ۷۹۸﴾

www.dawateislami.net

(دونوں رونے لگے.....)

حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام ایک مرتبہ کہیں کھو گئے۔ تین دن کے بعد آپ ان کی تلاش میں نکلے تو دیکھا کہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے ایک قبر کھود رکھی ہے اور اس میں کھڑے ہو کر رورہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ”اے میرے بیٹے! میں تمہیں تین دن سے ڈھونڈ رہا ہوں اور تم یہاں قبر میں کھڑے آنسو بہا رہے ہو؟“ تو انہوں نے عرض کی کہ، ”ابا جان! کیا آپ نے مجھے نہیں بتایا کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک خشک وادی ہے جسے رونے والوں کے آنسو ہی بھر سکتے ہیں؟“ تو آپ نے فرمایا، ”ضرور ضرور! میرے بیٹے۔“ اور خود بھی ان کے ساتھ مل

کر رونے لگے۔ ﴿نعم اللہ ربنا باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۷۹ رقم الحدیث ۸۰۹﴾

(رونے جیسی صورت بنالے.....)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا، ”جو شخص رو سکتا ہو تو روئے اور اگر رونانا آتا ہو تو رونے جیسی صورت بنالے۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۱﴾

(آنسو نہ پونچھو.....)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا، ”جب تم میں سے کسی کو رونا آئے تو وہ آنسوؤں کو کپڑے سے صاف نہ کرے بلکہ رخساروں پر بہہ جانے دے کہ وہ اسی حالت میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔“

﴿تمب اللہسان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۱۹۴، رقم الحدیث ۸۰۸﴾

(آگ نہ چھوئے گی.....)

حضرت سیدنا کعب الاحبار ؓ نے فرمایا، ”خوف خدا سے آنسو بہانا مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے وزن کے برابر سونا صدقہ کروں اس لئے کہ جو شخص اللہ ﷻ کے ڈر سے روئے اور اس کے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر جائے تو آگ اس کو نہ چھوئے گی۔“

﴿سرة الناصمین، المجلس الخامس والستون ص ۲۹۲﴾

(آنسوؤں کو داڑھی سے صاف کرتے.....)

حضرت سیدنا محمد بن منکدر ؓ جب روتے تو آنسو کو اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کرتے اور فرماتے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آگ اس جگہ کو نہ چھوئے گی جہاں آنسو گرے ہوں۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۱﴾

(رونا نہ آنے تو.....)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ نے فرمایا، ”رویہ کرو! اگر رونانا آئے تو رونے کی کوشش کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کسی کو علم ہوتا تو وہ اس قدر چیختا کہ اس کی آواز ٹوٹ جاتی اور اس طرح نماز پڑھتا کہ اس کی پیٹھ ٹوٹ جاتی۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۲۰﴾

(اس امت کو عذاب نہیں ہوتا.....)

حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی ؓ فرماتے ہیں، ”جو آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں گی، اس چہرے پر قیامت کے دن غبار اور ذلت نہیں چڑھے گی، اگر اس کے آنسو جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن آنسوؤں کے پہلے قطرے کے ساتھ آگ کے کئی سمندر بھجھا دیتا ہے، اور جس امت میں سے کوئی شخص (خوف خدا ﷻ سے) روتا ہے، اس امت کو عذاب نہیں ہوتا۔“

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۲۰۱﴾

(ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر.....)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک آنسو کا بہنا میرے نزدیک ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔“

﴿تمب اللہسان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱ ص ۵۰۲، رقم الحدیث ۸۴۲﴾

(ایک قطریے کی وجہ سے جہنم سے آزادی.....)

مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو بارگاہ خداوندی میں لایا جائے گا اور اسے اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ اس میں کثیر گناہ پائے گا۔ پھر عرض کرے گا، ”یا الہی! میں نے تو یہ گناہ کئے ہی نہیں؟“ اللہ ﷻ ارشاد فرمائے گا، ”میرے پاس اس کے مضبوط گواہ ہیں۔“ وہ بندہ اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھے گا لیکن کسی گواہ کو موجود نہ پائے گا اور کہے گا، ”یا رب ﷻ! وہ گواہ کہاں ہیں؟“ تو اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو گواہی دینے کا حکم دے گا۔ کان کہیں گے، ”ہاں! ہم نے (حرام) سنا اور ہم اس پر گواہ ہیں۔“ آنکھیں کہیں گی، ”ہاں! ہم نے (حرام) دیکھا۔“ زبان کہے گی، ”ہاں! میں نے (حرام) بولا تھا۔“ اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کہیں گے، ”ہاں! ہم (حرام کی طرف) بڑھے تھے۔“ شرم گاہ پکارے گی، ”ہاں! میں نے زنا کیا تھا۔“

وہ بندہ یہ سب سن کر حیران رہ جائے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم میں جانے کا حکم فرمادے گا تو اس شخص کی سیدھی آنکھ کا ایک بال رب تعالیٰ سے کچھ عرض کرنے کی اجازت طلب کرے گا اور اجازت ملنے پر عرض کرے گا، ”یا اللہ! کیا تو نے نہیں فرمایا تھا کہ میرا جو بندہ اپنی آنکھ کے کسی بال کو میرے خوف میں بہائے جانے والے آنسوؤں میں تر کرے گا، میں اس کی بخشش فرما دوں گا؟“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ”کیوں نہیں!“ تو وہ بال عرض کرے گا، ”میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا یہ گناہ گار بندہ تیرے خوف سے رویا تھا، جس سے میں بھیگ گیا تھا۔“ یہ سن کر اللہ تعالیٰ اس بندے کو جنت میں جانے کا حکم فرمادے گا۔ ایک منادی پکار کر کہے گا، ”سنو! فلاں بن فلاں اپنی آنکھ کے ایک بال کی وجہ سے جہنم سے نجات پا گیا۔“

﴿سورة الناصحين: المجلس الخامس والستون ص ۲۹۴﴾

(اشکوں کا پیالہ.....)

منقول ہے کہ بروز قیامت جہنم سے پہاڑ کے برابر آگ نکلے گی اور امت مصطفیٰ کی طرف بڑھے گی تو سرکارِ مدینہ ﷺ اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلائیں گے کہ ”اے جبرائیل اس آگ کو روک لو، یہ میری امت کو جلانے پر تکی ہوئی ہے۔“ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لائیں گے اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر کے عرض کریں گے، ”اس پانی کو اس آگ پر ڈال دیجئے۔“ چنانچہ سرورِ عالم ﷺ اس پانی کو آگ پر انڈیل دیں گے، جس سے وہ آگ فوراً بجھ جائے گی۔ پھر آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کریں گے، ”اے جبرائیل! یہ کیسا پانی تھا جس سے آگ فوراً بجھ گئی؟“ تو وہ عرض کریں گے کہ، ”یہ آپ کے ان امتیوں کے آنسوؤں کا پانی ہے جو خوفِ خدا کے سبب تنہائی میں رویا کرتے تھے، مجھے رب تعالیٰ نے اس پانی کو جمع کر کے محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا تھا تا کہ آج کے دن آپ کی امت کی طرف بڑھنے والی اس آگ کو بجھایا جاسکے۔“

﴿سورة الناصحين: المجلس الخامس والستون ص ۲۹۵﴾

(جہنم کے کس کونے میں ڈالے گا.....)

مروی ہے کہ ایک گناہ گار وفاقِ شخص بصرہ کے گرد و نواح میں کسی جگہ فوت ہو گیا۔ اس کی بیوی کو کوئی بھی ایسا شخص نہ ملا جو اس کا جنازہ اٹھائے حتیٰ کہ پڑوسیوں میں سے بھی کوئی شخص آگے نہ بڑھا کیونکہ یہ شخص بڑا فاسق تھا۔ چنانچہ اس عورت نے دو مزدور اجرت پر لئے جو اسے جنازہ گاہ تک لے گئے مگر کسی نے بھی اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ پھر وہ اسے دفن کرنے کی غرض سے صحراء کی طرف روانہ ہوئے۔ اس صحراء کے قریب ایک پہاڑ تھا جس پر بڑے زاہد و عابد بزرگ رہتے تھے۔ اس عورت نے دیکھا کہ وہ یوں کھڑے ہیں جیسے اسی جنازے کا انتظار کر رہے ہوں۔ اس بزرگ نے اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی کہ وہ بزرگ فلاں کا جنازہ پڑھیں گے۔

لوگ یہ سن کر اس جگہ اکٹھے ہو گئے اور بزرگ کے ہمراہ نمازِ جنازہ ادا کی۔ لوگوں نے بزرگ کے اس شخص کا جنازہ پڑھنے پر بڑی حیرت کا اظہار کیا تو انہوں نے بتایا، ”مجھے خواب میں حکم دیا گیا تھا کہ اس جگہ جاؤ جہاں تمہیں ایک جنازہ ملے گا جس کے ساتھ ایک عورت ہوگی، اس کی نمازِ جنازہ پڑھو کہ وہ مغفرت یافتہ ہے۔“ یہ سن کر لوگوں کی حیرانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ پھر اس بزرگ نے اس شخص کی بیوی سے اس کے کردار وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ یہ دن بھر بدستی کرنے اور شراب خوری میں مشہور تھا۔ بزرگ نے دوبارہ کہا، ”یاد کرو! کیا تم نے کبھی اس میں کوئی بھلائی کی بات دیکھی؟“ تو اس نے عرض کی، ”جی ہاں! تین باتیں ہیں، ﴿پہلی﴾: یہ کہ جب صبح کے وقت اس کا نشہ اترتا تو یہ اپنے کپڑے تبدیل کرتا اور وضو کر کے صبح کی نماز جماعت سے پڑھتا اور پھر سے فسق و فجور میں کھو جاتا، ﴿دوسری﴾: یہ کہ یہ ہمیشہ اپنے گھر میں ایک یا دو یتیم بچوں کو رکھتا اور اپنے بچوں سے بڑھ کر ان کا خیال رکھتا تھا، ﴿تیسری﴾: جب رات گئے وہ نشے سے کچھ دیر کے لئے ہوش میں آتا تو رونے لگتا اور کہا کرتا، ”اے میرے رب! تو نے مجھ خبیث کو جہنم کے کس کونے میں ڈالنے کا ارادہ فرمایا ہے؟“ یہ سن کر وہ بزرگ واپس ہو لئے کہ عقدہ کھل چکا تھا۔

﴿مکائفة القلوب ص ۲۱۵﴾

(خود کے چہرے کا نور.....)

حضرت سیدنا ابوسلیمان دُرّانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی عبادت گاہ میں کھڑا اپنے وظائف مکمل کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہوا چنانچہ میں بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں ایک نہایت ہی خوبصورت حور کو دیکھا، جس کے رخساروں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ میں اس حسن و جمال کو دیکھ کر دنگ رہ گیا، اتنے میں اس نے مجھے اپنے پاؤں سے ہلکی سی ٹھوکر لگائی اور کہنے لگی، ”بڑے افسوس کی بات ہے! میں جنت میں تیرے لئے بنی سنوری بیٹھی ہوں اور تم سو رہے ہو؟“ یہ سن کر میں نے اسی وقت نذرمان لی کہ اب کبھی نہیں سوؤں گا۔

میری یہ حالت دیکھ کر حور مسکرا دی جس سے میرا سارا کمرہ نور سے جگمگا اٹھا اور میں بڑی حیرانی سے اس پھیلے ہوئے نور کو دیکھنے لگا۔ اس نے میری حیرت کو بھانپ لیا اور کہنے لگی، ”جانتے ہو کہ میرا چہرہ اتنا روشن کیوں ہے؟“ میں نے کہا، ”نہیں۔“ وہ کہنے لگی کہ، ”تمہیں یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ سخت سردیوں کی رات تھی، تم نے اٹھ کر وضو کیا، اس کے بعد نماز ادا کرنا شروع کی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے تمہاری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے، اسی وقت رب ﷻ کی طرف مجھے حکم دیا گیا کہ فردوس بریں سے سینہ زمین پر اتر کر تمہارے ان آنسوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹ لوں۔ پھر میں نے تیرے آنسوؤں کا ایک قطرہ اپنے چہرے پر لیا تھا، میرے چہرے کی یہ چمک تمہارے انہی آنسوؤں کی وجہ سے ہے۔“

﴿حکایات الصالحین ص ۲۹﴾

(ہنستے ہوئے جنت میں.....)

کسی بزرگ کا قول ہے، ”جو ہنستے ہوئے گناہ کرے گا تو رب تعالیٰ اسے اس حال میں جہنم میں ڈالے گا کہ وہ رو رہا ہوگا اور جو روتے ہوئے نیکی کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں جنت میں داخل فرمائے گا کہ وہ ہنس رہا ہوگا۔“

(المنہجات علی الاستعداد لیوم المعاد ص ۵)

میرے اشک کاش! گرتے رہیں ٹپ ٹپ
تیرے خوف سے! یا خدا ﷻ یا الہی ﷻ

پیارے اسلامی بھائیو!

لیکن یہ ذہن میں رہے کہ جہاں خوفِ خدا ﷻ سفرِ آخرت کی کامیابی کے لئے اہمیت رکھتا ہے وہیں رحمتِ الہی کی برسات کی امید رکھنا بھی نویدِ کامرانی ہے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ انسان گویا ایک ایسا پرندہ ہے جسے سفرِ آخرت کامیاب بنانے کے لئے خوفِ خدا اور رحمتِ الہی کی امید کے دو پروں کی ضرورت ہے۔ رحمتِ خداوندی کس طرح اپنے امیدوار کو آغوش میں لیتی ہے، اس کا اندازہ درج ذیل روایات سے لگائیے.....

﴿میں رحمتِ خداوندی کا امیدوار ہوں.....﴾

ایک مرتبہ سرورِ کائنات ﷺ نے کسی شخص کو نزع کے عالم میں دیکھ کر اس سے دریافت فرمایا کہ ”تو خود کو کس حال میں پاتا ہے؟“ اس نے عرض کی کہ، ”میں گناہوں سے ڈرتا ہوں اور رحمتِ خداوندی کا امیدوار بھی ہوں۔“ تب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ”ایسے وقت میں جس شخص کے دل میں یہ دو باتیں جمع ہوتی ہیں، رب تعالیٰ اسے ڈر سے نجات دیتا ہے اور اس کی امید بڑھاتا ہے۔“

﴿نعم اللہیمان، جلد ۲، ص ۴، رقم الحدیث ۱۰۰۱﴾

﴿زمین بھر رحمت.....﴾

حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ”اگر میرا بندہ آسمان بھر کے گناہ کر بیٹھے، پھر مجھ سے بخشش چاہے اور امیدِ مغفرت رکھے تو میں اسکو بخش دوں گا اور اگر بندہ زمین بھر کے گناہ کرے تو بھی میں اسے واسطے زمین بھر رحمت رکھتا ہوں۔“

﴿کیمیائی سعادت ج ۲، باب فضیلة الرجاء ص ۸۱۳﴾

﴿رحمت، غضب پر سبقت لے گئی.....﴾

رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”رب تعالیٰ کا فرمان عظمت نشان ہے کہ ”میری رحمت، میرے غضب پر سبقت لے گئی۔“

﴿نعم اللہیمان، ج ۲، ص ۶۵، رقم الحدیث ۱۰۳۸﴾

﴿رحمتِ الہی کی مثال.....﴾

مکی مدنی سرکار ﷺ نے فرمایا، ”حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے، جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔“

﴿مسلم، باب فی معة رحمة اللہ، ص ۱۱۶، رقم الحدیث ۲۷۶۴﴾

﴿منسنے والا اعرابی.....﴾

ایک اعرابی نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ ”قیامت کے دن بندوں کے اعمال کا حساب کون کرے گا؟“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”اللہ ﷻ“ اس نے عرض کی، ”کیا وہ خود ہی حساب فرمائے گا؟“ جواب دیا ”ہاں۔“ یہ سکر وہ اعرابی ہنسنے لگا۔ آقا ﷺ نے وجہ دریافت کی تو عرض کرنے لگا کہ ”میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ ”کریم جب غالب ہوتا ہے تو وہ بندے کی تقصیر معاف فرما دیتا ہے اور حساب آسانی سے لیتا ہے۔“ رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ”اعرابی نے سچ کہا، رب کریم سے زیادہ کوئی کریم نہیں ہے، یہ اعرابی بہت بڑا فقیہ اور دانش مند ہے۔“

﴿احیاء العلوم • کتاب الخوف والرجاء ج ۴ ص ۱۸۲﴾

﴿بروز قیامت رب تعالیٰ کی رحمت.....﴾

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس قدر بخشش فرمائے گا جس کا کسی کے دل میں تصور بھی نہ ہوگا، یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا منتظر ہوگا کہ شاید مجھے بخش دیا جائے۔“

﴿کیمیائی سعادت ج ۲، باب فضیلة الرجاء ص ۸۱۵﴾

﴿اللہ ﷻ کی سو (100) رحمتیں.....﴾

نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم ﷺ نے فرمایا کہ، ”اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، ننانوے رحمتیں، اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔ ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت و محبت اپنے بچے پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر مانتا، اسی رحمت کے باعث ہے۔ قیامت کے دن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا، اور ہر رحمت آسمان و زمین کے طبقات کے برابر ہوگی۔ اور اس روز سوائے ازلی بد بخت کے اور کوئی تباہ نہ ہوگا۔“ ﴿کنز العمال ج ۴ صفحہ ۱۱۸﴾

﴿جنتیوں کی صفوں میں.....﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ کونین ﷺ نے فرمایا، ”مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا، ”یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت مجھ سے دریافت فرمائے گا.....“ اے جبرائیل علیہ السلام! کیا بات ہے، میں فلاں بن فلاں کو جہنمیوں کی صفوں میں دیکھ رہا ہوں؟“ تو میں عرض کروں گا، ”یا الہی ﷻ! ہم نے اس کے نامہ اعمال میں کوئی ایسی نیکی نہ پائی جو آج کے دن اس کے کام آ سکے۔“ اللہ ﷻ فرمائے گا، ”اس نے دنیا میں مجھے ”یا حنان، یا منان“ کہہ کر پکارا تھا..... کیا میرے علاوہ بھی کوئی حنان و منان ہے؟“ یہ کہنے کے بعد اس شخص کو جنتیوں کی صفوں میں شامل فرما دے گا۔ ﴿الدر المنثور ج ۷ ص ۲۰۶﴾

﴿بڑے گناہ نظر نہیں آ رہے؟.....﴾

سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، ”میں جنتیوں میں سے آخری داخل ہونے والے جنتی اور دوزخیوں میں سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں کہ وہ شخص ہوگا جسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائیگا کہ ”اس پر اسکے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ چھپائے رکھو۔“ چنانچہ اسکے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ ”تو نے فلاں دن فلاں گناہ اور فلاں دن فلاں گناہ کئے؟“ وہ انکار کرنے کی ہمت نہ کر سکے گا اور کہے گا، ”ہاں!“ اس وقت وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی پیش کر دیئے جائیں۔ جب اسے بتایا جائے گا کہ تیرے لئے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی ہے، تو وہ کہے گا کہ ”میں نے تو اور بڑے بڑے گناہ بھی تو کئے ہیں وہ یہاں نظر نہیں آ رہے؟“ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی مسکراہٹ کے باعث داڑھیں چمک گئیں۔“

﴿مشکوٰۃ المصابیح • باب الموض والشفاعة ص ۲۱۶ رقم الحديث ۵۵۸۷﴾

﴿میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا.....﴾

سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کے ننانوے اعمال نامے ساتھ ہوں گے، جن میں سے ہر ایک حدِ گناہ تک طویل ہوگا۔ اس شخص کو اس کے سارے گناہ بتائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا، ”کیا تم ان میں سے کسی تقصیر کا انکار کر سکتے ہو؟ کہیں فرشتوں نے اس کے لکھنے میں تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟“ وہ شخص جواب دے گا، ”یا رب ﷻ! نہیں“ پھر رب العالمین

دریافت فرمائے گا، ”کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟“ وہ عرض کرے گا ”اے میرے رب! نہیں۔“ اور وہ سمجھے گا کہ اب تو مجھے دوزخ میں جانا پڑے گا۔ تب رب تعالیٰ فرمائے گا، ”اے بندے! تیری ایک نیکی میرے پاس ہے، میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا۔“ پھر ایک رقعہ لایا جائے گا جس پر **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** لکھا ہوگا۔ اسے دیکھ کر وہ شخص حیران ہو کر پوچھے گا، ”یا رب! یہ رقعہ ان بڑے بڑے دفاتر گناہ کے کیونکر ہم پلہ ہو سکتا ہے؟“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ”میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا۔“ پھر گناہوں پر مشتمل ان تمام اعمال ناموں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا جبکہ اس رقعہ کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو رقعے والا پلڑا ان تمام پر بھاری ہو جائے گا۔

﴿کیمیائی سعادت ج ۲، باب فضیلة الرجاء ص ۸۱۵﴾

﴿محبت کا عجب انداز.....﴾

مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ کے عہد مسعود میں کسی جنگ میں قید ہو جانے والوں میں ایک بچہ بھی شامل تھا۔ سخت گرمی کے دن تھے کہ قیدیوں کے ایک خیمے سے کسی عورت کی نگاہ اس بچے پر پڑی اور وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ خیمے کے دوسرے لوگ بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ اس عورت نے دوڑ کر اس بچے کو اٹھا لیا اور اپنے سینے سے لگا کر اپنا سایہ اس پر ڈالا تا کہ وہ دھوپ سے محفوظ رہ سکے۔ لوگ عورت کی محبت کا یہ عجیب انداز دیکھ کر حیران رہ گئے اور رونے لگے۔ جب یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ اس عورت کی شفقت اور ان لوگوں کی گریہ وزاری سے شاد ہو کر فرمانے لگے، ”کیا تمہیں اس عورت کی شفقت پر تعجب ہے؟“ لوگوں نے عرض کی، ”جی ہاں!“ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ تم سے محبت فرماتا ہے جتنا کہ اس عورت کو بچے سے محبت ہے۔“ تمام مسلمان یہ خوش خبری سن کر شاداں و فرحاں واپس لوٹے۔

﴿کیمیائی سعادت ج ۲، باب فضیلة الرجاء ص ۸۱۶﴾

﴿جنت میں جانے کا حکم.....﴾

حضرت سعید ابن ہلال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم سے باہر لایا جائے گا۔ حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمہارے ہی عملوں کے سبب سے تھا، میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں۔“ پھر ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک شخص زنجیریں پڑی ہونے سے باوجود، جلدی جلدی، دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے گا، کہ ”میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔“ اور دوسرا کہے گا کہ، ”یا الہی! میں نیک گمان رکھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد، دوبارہ دوزخ میں ڈالنا، تیری رحمت گوارا نہ کرے گی۔“ تب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئیگی اور ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔

﴿ترمذی، کتاب صفة الجہنم، جلد ۴، ص ۲۶۹﴾

﴿صاحب زادے کو نصیحت.....﴾

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا، ”اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف رکھو کہ تمہیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہل زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کرو تو وہ انہیں قبول نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہل زمین کی برائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی تمہیں بخش دے گا۔“ ﴿امیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۰۲﴾

﴿ایک شخص کے سوا.....﴾

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رحمہ اللہ نے فرمایا، ”اگر آواز دی جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جہنم میں چلیں جائیں تو مجھے امید ہے کہ وہ (جہنم میں نہ جانے والا) شخص میں ہوں گا اور اگر اعلان کیا جائے کہ ایک آدمی کے علاوہ سب جنت میں داخل ہو جائیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ (جنت میں داخلے سے محروم رہ جانے والا) میں نہ ہوں۔“ ﴿حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابة من المهاجرین، ج ۶، ص ۸۵﴾

﴿راستے کا کانٹا ہٹانے نے بخشش کرا دی.....﴾

حضرت سیدنا منصور بن زکی رحمہ اللہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو رونے لگے اور اتنا بے قرار ہوئے، جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی موت پر بے قرار ہوتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا، ”حضرت! آپ کیوں رورہے ہیں؟ جبکہ آپ نے تو بڑی پاکیزہ اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کی ہے اور اتنی برس اپنے

رب تعالیٰ کی عبادت و بندگی کی ہے۔“

آپ نے فرمایا، ”میں اپنے گناہوں کی نحوست پر آنسو بہا رہا ہوں، جن کی وجہ سے میں اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوں۔“ یہ فرما کر آپ دوبارہ رونے لگے۔ پھر کچھ دیر بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا، ”میرے بیٹے! میرا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دو اور جب میری پیشانی سے قطرے نمودار ہونے لگیں اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں تو میری مدد کرنا اور کلمہ شریف پڑھنا، شاید مجھے کچھ افاقہ ہو جائے۔ اور میرے مرنے کے بعد جب مجھے دفن کرو اور میری قبر پر مٹی ڈال چکو تو وہاں سے روانہ ہونے میں جلدی نہ کرنا بلکہ میری ثربت کے سرہانے کھڑے ہو کر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھنا کہ اس سے مجھے منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دینے میں آسانی ہو سکتی ہے، اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنا، ”اے مالک و مولا! یہ تیرا بندہ ہے، اس نے جو گناہ کئے سو کئے، اگر تو اسے عذاب دے تو یہ اسی کا حق دار ہے اور اگر تو اسے معاف کر دے تو یہ تیرے شایان شان ہے۔“ پھر مجھے الوداع کہتے ہوئے واپس پلٹ آنا۔“

آپ کے انتقال کے بعد بیٹے نے آپ کی وصیت پر حرف بحرف عمل کیا۔ پھر اس نے دوسری رات خواب میں آپ کو دیکھا تو پوچھا، ”ابا جان! کیا حال ہے؟“ آپ نے جواب دیا، ”میرے بیٹے! معاملہ تو اتنا مشکل اور سخت تھا کہ تو تصور بھی نہیں کر سکتا، جب میں اپنے رب ﷻ کی بارگاہ میں حساب کے لئے کھڑا ہوا تو اس نے فرمایا، ”میرے بندے! بتاؤ، میرے لئے کیا لے کر آئے ہو؟“ میں نے عرض کی، ”یا اللہ! ساتھ حج لایا ہوں۔“ جواب ملا، ”مجھے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں۔“ یہ سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا، ”بتاؤ! اور کیا لائے ہو؟“ میں نے عرض کی، ”ایک ہزار درہم کا صدقہ و خیرات۔“ ارشاد فرمایا، ”ان میں سے ایک درہم بھی مجھے قبول نہیں۔“ میں نے کہا، ”یا الہی! پھر تو میں ہلاک ہو گیا اور اب میرے لئے تباہی و بربادی ہے۔“ تو رب تعالیٰ نے فرمایا، ”کیا تجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ تو اپنے گھر سے باہر کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں تو نے ایک کانٹا دیکھا اور لوگوں کو اذیت سے محفوظ رکھنے کی نیت سے وہ کانٹا راستے سے ہٹا دیا تھا، میں نے تیرا وہی عمل قبول کیا اور اس کی وجہ سے تیری بخشش کر دی۔“

﴿حکایات الصالحین ص ۵۱﴾

﴿6﴾ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو اس صفت عظیمہ سے متصف ہوں :

اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا بھی انسان کے دل میں خوفِ الہی بیدار کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ پیارے آقا، مکی مدنی سلطان، رحمت عالمیان ﷺ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ”اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تھوڑے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلانے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔“

﴿صحیح المسلم ص ۱۱۶ رقم الحدیث ۲۶۲۸﴾

واقعی! ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، مثال کے طور پر اگر آپ کو کبھی کسی میت والے گھر جانے کا اتفاق ہوا ہو تو وہاں کی فضا پر چھائی ہوئی اداسی دیکھ کر کچھ دیر کے لئے آپ بھی غمگین ہو جائیں گے اور اگر کسی شادی پر جانے کا اتفاق ہوا ہو تو خوشیوں بھرا ماحول آپ کو بھی کچھ دیر کے لئے مسرور کر دے گا۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص غفلت کا شکار ہو کر گناہوں پر دلیر ہو جانے والے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا، تو غالب گمان ہے کہ وہ بھی بہت جلد انہی کی مانند ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا جن کے دل خوفِ خدا ﷻ سے معمور ہوں، ان کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روئیں تو یقینی طور پر یہی کیفیات اس شخص کے دل میں بھی سرایت کر جائیں گی۔ ان شاء اللہ عزوجل

رہا یہ سوال کہ فی زمانہ ایسی صحبتیں کہاں مل سکتی ہے تو آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے آپ ان گزارشات پر عمل فرمائیے، اپنے شہر میں جمعرات کے دن ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل کریں۔ (اسلامی بہنیں اپنے اپنے شہر میں اتوار کے دن دوپہر کے وقت ہونے والے اسلامی بہنوں کے اجتماع میں شرکت فرمائیں) جہاں پر ہونے والی تلاوتِ قرآن، اصلاحی بیانات، اجتماعی طور پر کی جانے والی فکرِ مدینہ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر، رور و کرمانگی جانے والی دعائیں، سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جانے والا درود و سلام، پھر سنتیں سیکھنے اور دعائیں یاد کروانے کے حلقے وغیرہ، یہ سب کچھ آپ کے دل و دماغ میں انقلاب برپا کر دے گا۔ اس کے علاوہ اجتماع پر آپ کو اس مہفتن میں بھی ہزاروں ایسے اسلامی بھائی ملیں گے جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ ان کی حیاء سے جھکی ہوئی نگاہیں، سنت کے مطابق بدن پر سفید لباس اور سر پر زلفیں نیز گنبدِ خضریٰ کی یاد دلادینے والا سبز عمامہ، چہرے پر شریعت کے مطابق ایک مٹھی داڑھی، بقدرِ ضرورت گفتگو کا باادب انداز، خوش اخلاقی کا نمایاں وصف اور کردار کی پاکیزگی آپ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دے گی کہ مجھے سفرِ آخرت کی کامیابی کے لئے ایسا ہی مدنی ماحول درکار ہے۔ قوی گمان ہے کہ ان ہی میں سے کوئی آگے بڑھ کر آپ سے ملاقات کرے، جس کے نتیجے میں آپ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی

افادیت کے مزید قائل ہو جائیں اور آپ بھی یہ مدنی مقصد لے کر گھر لوٹیں کہ، ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“

ان شاء اللہ عزوجل

پیارے اسلامی بھائیو! جس مدنی مقصد کو آپ نے اجتماع میں شرکت کی برکت سے اپنایا تھا اس مقصد کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے کہ اپنی اصلاح کے لئے امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی، مجدد دین و ملت، شیخ طریقت، عالم باعمل، یادگار اسلاف حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کیجئے، مدنی انعامات کا کارڈ آپ کو مکتبہ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے بآسانی ہدیہ مل جائے گا، اس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ دراصل خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنالینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ مدنی انعامات کے سلسلے میں درکار وضاحت کے لئے ”مدنی تحفہ“ نامی رسالہ بھی مکتبہ المدینہ سے حاصل فرمائیں۔ ان انعامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ اس کارڈ کو پر کیجئے (یہ بھی ایک مدنی انعام ہے) اور ہر مدنی ماہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے علاقے کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنالیں۔

اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے سلسلے میں دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لئے سفر کرنے والے مدنی قافلوں میں شرکت بھی بے حد ضروری ہے۔ اپنی روزمرہ کی دنیاوی مصروفیات ترک کر کے اپنے گھر والوں اور فکر آخرت سے غافل کر دینے والے دوستوں کی صحبت چھوڑ کر جب ہم ان قافلوں میں سفر کریں گے تو ان قافلوں میں سفر کے دوران ہمیں اپنے طرز زندگی پر دیانت دار نہ غور و فکر کا موقع میسر آئے گا، اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی خواہش دل میں پیدا ہوگی، جس کے نتیجے میں اب تک کئے جانے والے گناہوں کے ارتکاب پر ندامت محسوس ہوگی، ان گناہوں کی ملنے والی سزاؤں کا تصور کر کے روٹ گئے کھڑے ہو جائیں گے، دوسری طرف اپنی ناتوانی و بے کسی کا احساس دامن گیر ہوگا اور اگر دل زندہ ہو تو خوف خدا کے سبب آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک کر رخساروں پر بہنے لگیں گے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ان مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں نقش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ زبان سے درود پاک جاری ہو جائے گا، یہ تلاوت قرآن، حمد الہی اور نعت رسول ﷺ کی عادی بن جائے گی، دنیا کی محبت سے ڈوبا ہوا دل آخرت کی بہتری کے لئے بے چین ہو جائے گا، اغیار کی وضع قطع پر اترانے والا جسم اپنے پیارے آقا ﷺ کی سنتوں کا آئینہ دار بن جائے گا، غیروں کے طریقوں کو چھوڑ کر اسلاف کرام رحمہم (اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی تڑپ نصیب ہوگی، یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کی خواہش دم توڑ دے گی اور مکتہ المکرمہ و مدینہ المنورہ کے مقدس سفر کی تمنا نصیب ہوگی، وقت کی دولت کو محض دنیا کمانے کے لئے صرف کرنے کی بجائے اپنی آخرت کے بہتری کے لئے خدمت دین میں صرف کرنے کا شعور نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنا خوف اور اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عشق عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ماخذ و مراجع

﴿۱﴾ القرآن الحکیم مطبوعہ دارالعلوم امجدیہ کراچی

﴿۲﴾ تفسیر الدر المنثور مطبوعہ دار احیاء التراث العربی

﴿۳﴾ صحیح البخاری مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

﴿۴﴾ صحیح مسلم مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

﴿۵﴾ جامع الترمذی مطبوعہ دار الفکر بیروت

﴿۶﴾ سنن ابن ماجہ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت

﴿۷﴾ مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ دار الفکر بیروت

﴿۸﴾ کنز العمال مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

﴿۹﴾ شعب الایمان مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

دعوتِ اسلامی

www.dawateislami.net

- ﴿۱۰﴾ اسد الغابة مطبوعة دار احیاء التراث العربی بیروت.....
- ﴿۱۱﴾ حلیۃ الاولیاء مطبوعة دار احیاء التراث العربی بیروت.....
- ﴿۱۲﴾ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی.....
- ﴿۱۳﴾ احیاء العلوم مطبوعة دار صادر بیروت.....
- ﴿۱۴﴾ کیمیائی سعادت مطبوعہ انتشارات تہران.....
- ﴿۱۵﴾ منہاج العابدین مطبوعة مکتبۃ ابن القیم دمشق.....
- ﴿۱۶﴾ مکاشفۃ القلوب دار الکتب العلمیۃ بیروت.....
- ﴿۱۷﴾ درۃ الناصحین مطبوعة دار الفکر بیروت.....
- ﴿۱۸﴾ المنبہات علی الاستعداد مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور.....
- ﴿۱۹﴾ کتاب التوابین مطبوعة دار الکتب العلمیۃ بیروت.....
- ﴿۲۰﴾ ذمہ الہوی مطبوعة دار الکتب العلمیۃ بیروت.....
- ﴿۲۱﴾ تذکرۃ الاولیاء مطبوعہ انتشارات تہران.....
- ﴿۲۲﴾ شرح الصدور مطبوعة مرکز اہل السنۃ برکات رضا ہند
- ﴿۲۳﴾ تذکرۃ المحدثین مطبوعہ فرید ہک اسٹال لاہور.....
- ﴿۲۴﴾ اولیائی رجال الحدیث مطبوعہ ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی
- ﴿۲۵﴾ حکایات الصالحین مترجم مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور
- ﴿۲۶﴾ حیات اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مطبوعہ مکتبۃ نبویہ لاہور
- ﴿۲۷﴾ فیضان سنت مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی.....
- ﴿۲۸﴾ ”میں سدھرنا چاہتا ہوں“ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
- ﴿۲۹﴾ ”قفل مدینہ“ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.dawateislami.net